آئینہ انجمن

ذی الحجہ 1444ھ، جولائی 2023ء

شمارہ نمبر:53

رابطہ: 7 - 34993436 - 021

www.QuranAcademy.edu.pk

انجمن خدام القرآن
سندھ، کراچی، رجسٹرڈ

B-375 علامہ شبیر احمد عثمانیؒ روڈ، بلاک 6 گلشن اقبال، کراچی۔

اہم موضوعات

ڈاکٹر محمد الیاس
شہید کی موت قوم کی حیات ہے — صفحہ نمبر: 03

ڈاکٹر اسرار احمد رحمۃ اللہ علیہ
ملفوظاتِ صدر مؤسّسِ انجمن خدّام القرآن، کراچی — صفحہ نمبر: 06

شجاع الدین شیخ حفظہ اللہ
اقتباسِ نگران انجمن خدّام القرآن، کراچی — صفحہ نمبر: 07

محمد ارشد
ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا — صفحہ نمبر: 08

شہرام اقبال
محرم الحرام کی اہمیت وفضیلت اور اس میں جاری بدعات ورسومات — صفحہ نمبر: 11

سید فیض الرحمن منہاجی
شہادت — صفحہ نمبر: 14

شجاع الدین شیخ حفظہ اللہ
قرآن حکیم کا انقلابی منشور (خطاب عام، آخری قسط) — صفحہ نمبر: 18

ماہانہ رپورٹ
انجمن خدّام القرآن سندھ کے تحت جاری سرگرمیاں — صفحہ نمبر: 21

ماہانہ رپورٹ
شعبۂ ملٹی میڈیا — صفحہ نمبر: 25

B-375 علامہ شبیر احمد عثمانیؒ روڈ، بلاک 6 گلشن اقبال، کراچی۔
انجمن خدّام القرآن
سندھ، کراچی، رجسٹرڈ

فرمان الٰہی جلّ جلالہٗ
و
فرمان نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللهَ وَابْتَغُوا إِلَيْهِ الْوَسِيلَةَ وَجَاهِدُوا فِي سَبِيلِهِ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ.(المائدۃ: 35)

ترجمہ : اے لوگو جوایمان لائے ہو، اللہ سے ڈرواوراُس کی جناب میں باریابی کا ذریعہ تلاش کرواوراس کی راہ میں جدوجہد کرو، شاید کہ تمہیں کامیابی نصیب ہوجائے۔

تشریح : اس طرح یہ آیت بندۂ مومن کو ہر محاذ پر چو مُکھی لڑائی لڑنے کی ہدایت کرتی ہے۔ ایک طرف ابلیسِ لعین اوراس کا شیطانی لشکر ہے۔ دوسری طرف آدمی کا اپنا نفس اوراس کی سرکش خواہشات ہیں۔ تیسری طرف خدا سے پھرے ہوئے بہت سے انسان ہیں جن کے ساتھ آدمی ہر قسم کے معاشرتی، تمدّنی اورمعاشی تعلقات میں بندھا ہوا ہے۔ چوتھی طرف وہ غلط مذہبی، تمدّنی اورسیاسی نظام ہیں جو خدا سے بغاوت پر قائم ہوئے ہیں اوربندگیِ حق کے بجائے بندگیِ باطل پرانسان کو مجبُور کرتے ہیں۔ ان سب کے حربے مختلف ہیں مگر سب کی ایک ہی کوشش ہے کہ آدمی کو خدا کے بجائے اپنا مطیع بنائیں۔ بخلاف اس کے آدمی کی ترقی کا اور تقربِ خداوندی کے مقام تک اس کے عُروج کا انحصار بالکلیہ اس پر ہے کہ وہ سراسر خدا کا مطیع اور باطن سے لے کر ظاہر تک خالصتاً اس کا بندہ بن جائے۔ لہٰذا اپنے مقصُود تک اس کا پہنچنا بغیر اِس کے ممکن نہیں ہے کہ وہ اِن تمام مانع و مزاحم قوتوں کے خلاف بیک وقت جنگ آزما ہو، ہر وقت ہر حال میں ان سے کشمکش کرتا رہے اوران ساری رُکاوٹوں کو پامال کرتا ہوا خدا کی راہ میں بڑھتا چلا جائے۔

(تفہیم القرآن۔۔ سید ابوالاعلیٰ مودودی رحمۃ اللہ علیہ)

فرمان نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه قَالَ: بَيْنَمَا النَّبِيُّ صلى الله عليه وآله وسلم يُحَدِّثُ، إِذْ جَاءَ أَعْرَابِيٌّ فَقَالَ: مَتَى السَّاعَةُ؟ قَالَ: «إِذَا ضُيِّعَتِ الْأَمَانَةُ فَانْتَظِرِ السَّاعَةَ»، قَالَ: كَيْفَ إِضَاعَتُهَا؟ قَالَ: «إِذَا وُسِّدَ الْأَمْرُ إِلَى غَيْرِ أَهْلِهِ فَانْتَظِرِ السَّاعَةَ». (صحيح البخاري)

ترجمہ : حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہیں کہ اس اثنا میں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم بیان فرمارہے تھے، ایک اعرابی (بدوی) آیا اوراس نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے پوچھا کہ قیامت کب آئے گی؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ جب (وہ وقت آجائے کہ) امانت ضائع کی جانے لگے تو اس وقت قیامت کا انتظار کرو، اس اعرابی نے عرض کیا کہ امانت کیسے ضائع کی جائے گی؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب معاملات نااہلوں کے سپرد کیے جانے لگیں تو انتظار کرو قیامت کا۔

تشریح : حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی اس حدیث میں امانت کے ضائع کیے جانے کی وضاحت خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمائی ہے کہ ذمہ داریاں ایسے لوگوں کو سپرد کی جائیں جو ان کے اہل نہ ہوں، اس میں درجہ بدرجہ ہر طرح کی ذمہ داری شامل ہے۔ حکومت، حکومتی مناصب اور عہدے، حکومتی اختیارات، اسی طرح دینی قیادت و امانت، افتا و قضا، اوقاف کی تولیت اوران کے انتظام وغیرہ کی ذمہ داری، اس طرح کی جو بھی بڑی یا چھوٹی ذمہ داری نااہلوں کے سپرد کی جائے گی تو یہ امانت کی اضاعت اوراجتماعی زندگی کی شدید معصیت ہے۔ جس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے قربِ قیامت کی نشانی بتلایا ہے۔ (معارف الحدیث)

شہید کی موت قوم کی حیات ہے

ڈاکٹر محمد الیاس

مدیر تعلیم، انجمن خدام القرآن، سندھ کراچی

دنیا میں ہر قوم نے اپنے ماضی کے اُن واقعات و حوادث کی ہمیشہ تعظیم کی ہے جن کے اندر قوم و ملک کے لیے کوئی غیر معمولی تاثیر یا عبرت پائی جاتی تھی اور ہمیشہ اُن کو انسانی بڑائیوں اور عظمتوں کی یادگاروں، تہواروں، عمارتوں، تاریخوں، قومی روایتوں اور قومی مجمعوں کے انعقاد کے ذریعے زندہ رکھنا چاہا ہے، جن کے اندر خود اس قوم کی کوئی عظمت اور بڑائی پوشیدہ ہے۔ یہی چیز ہے جس کو تمام اقوامِ متمدنہ نے مشاہیر پرستی کے لفظ سے تعبیر کیا ہے اور یہی چیز کہ ہر قوم نے اپنی قومیتوں کے بڑے بڑے بانیوں، مذہبی معلموں، محب الوطنوں اور قومی شہیدوں کی یاد کو کبھی بھی مفقود ہونے نہیں دیا۔

اس طرزِ عمل میں اصلی روح حقیقت جو اجتماع انسانی کی سب سے زیادہ پرانی رسم کے اندر کام کر رہی ہے، دراصل ناموں، وجودوں، شخصیتوں اور محض تذکرہ یا یادآوری سے تعلق نہیں رکھتی، بلکہ اس کی اصل غرض یہ تھی جو اعمالِ حسنہ، عزائم مہمہ، نتائج عظیمہ اور بصائر و مواعظ جلیلہ ان مشاہیر اور ناموروں کی زندگی سے وابستہ ہیں۔ اور جن کی یاد اور تذکروں کے اندر قوموں اور ملکوں کے لیے سب سے مؤثر اور نافذ دعوتِ عمل و اتباع ہے۔ ان کی یاد کو ہمیشہ حی و قائم رکھا جائے اور مختلف ذریعوں سے ایسے مواقع بہم پہنچائیں جائیں۔ جن کی وجہ سے کبھی بھی آئندہ نسلیں اُن اعمالِ حسنہ کے نمونوں کو اپنی نظروں سے اوجھل نہ ہونے دیں۔

انسان کی ایک عالم گیر غلطی یہ ہے کہ وہ ہر چیز کو اس کی روح کے لیے اختیار کرتا ہے، لیکن آگے چل کر صرف اس کے جسم ہی کی پرستش کرنے لگتا ہے۔ مشاہیر و سلف پرستی کا اصل مقصد تو اعمال حسنہ کی یاد اور نیکی و صداقت کے عملی نمونوں کی پیروی اور اتباع تھا۔ لیکن نتیجہ بالعموم یہ نکلا کہ اعمال کی یاد مٹ گئی اور محض انسانوں کی شخصیتوں اور ناموں کی پوجا ہونے لگی۔۔ یعنی وہ چیز جو کسی دوسرے مقصد کے لیے واسطہ اور ذریعہ تھی خود ہی مقصود بالذات بن کر لوگوں کے عقائد و اعمال میں جاگزیں ہوگئی اور حقیقت سے اس قدر بعد و نسیان ہوگیا کہ محض رسوم و اسما کی عظمت و پرستش ہی پر ہر شخص قانع ہوگیا!

خالق کائنات اپنے بندوں کی خصلت و فکر و عمل سے پوری طرح واقف ہے، اس لیے اس نے اپنے کلام میں یادگار و تذکار کے اصل مقصد کو تمام آلودگیوں اور ضلالتوں سے صاف کر کے کس طرح قائم کر دیا ہے اور اس کے لیے کیسی دائم و قائم اور محفوظ و مصؤن راہ اختیار کی ہے۔ اس نے نیک انسانوں اور اعلیٰ ترین ہستیوں کی یادگاریں زمین پر قائم نہیں کیں، لیکن ان کے اعمال کو ہر مومن کے دل پر نقش کر دیا۔ اُس نے ہر مومن باللہ پر پانچ وقت کی نماز فرض کی اور حکم دیا کہ ہر رکعت میں سورۂ فاتحہ کی تلاوت کرو! اور سورۂ فاتحہ کیا ہے ؟ تحمید و تقدیس کے بعد ایک التجا

ہے جو انسان اپنے اللہ کے حضور کرتا ہے۔ وہ التجا کیا ہے؟ "الصراط المستقیم" پر چلنے کی التجا ہے تاکہ اس راہ کی اسے توفیق ملے اور سعادت کونین حاصل ہو۔

شہدائے بدر، شہدائے احد، شہدائے خیبر اور شہدائے کربلا اور دیگر معرکۂ حق و باطل کے شہدا کا نام اگر آج زندہ ہے تو یہ اُن کی عظمت و شان، ایمان کی پختگی، عزیمت و استقلال کا اعتراف ہے جو عالم گیر سطح پر پھیلا ہوا ہے۔ یہ تمام نفوس قدسی قیامت تک اپنے کارناموں، عظیم سیرتوں اور اسلام کے لیے جان کے نذرانے پیش کرنے کے سلسلے میں ہی زندہ و تابندہ رہیں گے۔ معرکۂ کفر و اسلام کے آغاز سے آج تک شہدا کی جماعت ہی ہے جو اپنی جان و مال سے اسلام کو بچاتی رہی ہے اور جن کے خون کی بدولت اسلام پھلتا پھولتا رہا ہے۔ مسلمانوں کی عظمت و شوکت کی حفاظت میں ان شہدائے کرام کا بنیادی کردار ہے جن کی شہادت کے جذبے کے آگے کفر پاش پاش ہوتا رہا ہے اور ہوتا رہے گا۔ ان شاء اللہ۔

حِکمت و دانش

فرد اور جماعت لازم و ملزوم ہیں

سیاسی محکومیت سے زیادہ خطرناک ذہنی غلامی ہوتی ہے جبکہ کوئی قوم اپنے نصب العین کو چھوڑ کر کسی دوسری جماعت کے خیالات اور افکار کو اختیار کر لیتی ہے۔ اور انھی کے مطابق عمل کرنا شروع کرتی ہے اسی لیے قوموں کے عروج و زوال میں Ideology کا بہت بڑا عنصر ہوتا ہے۔ اور قوم کی ترقی کے لیے سب سے پہلے لازمی شرط بقول اقبال "تطہیر فکر" یعنی افکار کو پاک صاف کرنا ہے۔ اس کے بعد ایک اہم سوال فرد اور جماعت کے باہمی تعلق کا ہے۔ وہی معاشرہ ترقی پسند ہوگا جس میں اس مسئلے کو بحسن و خوبی حل کیا گیا ہو۔ جس قوم میں فرد اور سوسائٹی کا رشتہ مناسب اور فطرت کے مطابق ہوگا اس کی ترقی کے امکانات وسیع ہوں گے۔ اور جہاں افراد اور جماعت میں باہمی نزاع اور کشمکش پائی جائے وہاں ترقی مفقود ہوگی۔

اگر افراد اور جماعت کے اغراض و مقاصد میں کوئی دائمی تضاد نہیں تو وہی سوسائٹی فطرت کے مطابق ہوگی جس میں انفرادی خودی کو اپنی نگہبانی اور پرورش کا موقع حاصل ہو اور اس کے ساتھ اجتماعی مفاد کو بھی ٹھیس نہ لگے۔ فرد کی شخصیت عمرانی ماحول کے بغیر روشن نہیں ہو سکتی۔ خودی کی تربیت جو زندگی کا مقصد ہے، تنظیم ملت کے بغیر ممکن نہیں۔ اسی لیے ضروری ہے کہ فرد کی جسمانی اور روحانی قویٰ وقف ہوں اجتماعی زندگی کے مقاصد کے لیے جن کی خاطر وہ زندہ ہے۔

(اقبال اور قوموں کا عروج و زوال از ڈاکٹر رضی الدین صدیقی)

حمدِ باری تعالیٰ جل جلالہٗ
و
نعتِ رسولِ پاک صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

کیونکر نہ زباں پر ہو تحمید و ثنا تیری — دل محوِ نوا تیرا جاں مدح سرا تیری

آوازِ انا الحق سے غافل ہوں تو کیونکر — ہر ایک سرِ مو سے آتی ہے صدا تیری

پھولوں کی مہک میں تو انجم کی جھلک میں تو — وہ رنگِ وفا تیرا یہ شانِ ادا تیری

کہساروں بیابانوں میں گلشن میں خیاباں میں — خوشبو لیے پھرتی ہے ہر صبح صبا تیری

ہر ذرے کے دامن میں رقصاں ہے ضیا تیری — اس شانِ تغافل کو کہتے ہیں ادا تیری

ہم سے بھی گناہگاروں کو تیرا سہارا ہے — چھوڑے تو کرم تیرا پکڑے تو رضا تیری

صوفی غلام مصطفیٰ تبسم

نعت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

میرے مصطفیٰ کا ہمسر نہ ہوا نہ ہے نہ ہوگا — کوئی آپ جیسا رہبر نہ ہوا نہ ہے نہ ہوگا

وہ حبیبِ خدا ہیں وہ طبیب دو جہاں ہیں — کوئی آپ سا پیمبر نہ ہوا نہ ہے نہ ہوگا

وہ خدا کے راز داں ہیں وہ شفیع عاصیاں ہیں — کوئی رب کا ایسا دلبر نہ ہوا نہ ہے نہ ہوگا

یہ نبی کا آستاں ہے جہاں خم سرِ جہاں ہے — دو جہاں میں ایسا تو در ہوا نہ ہے نہ ہوگا

یہی بولے سدرہ والے دو جہاں کو چھان ڈالے — تیرا مثل میرے سرور نہ ہوا نہ ہے نہ ہوگا

ہے جہاں جہاں خدائی وہاں اُن کی مصطفائی — کہ خدا کا ایسا مظہر نہ ہوا نہ ہے نہ ہوگا

میں انجم کمالی میرے آقا بے مثالی — کہ میرے نبی سے بہتر نہ ہوا نہ ہے نہ ہوگا

انجم کمالی

ملفوظاتِ صدرِ مؤسّسِ انجمن خُدّامُ القرآن، کراچی

دورِ جدید کا بڑا منکر

ڈاکٹر اسرار احمد رحمۃ اللہ علیہ

ہمارے سامنے سب سے بڑا منکر طاغوت کا نظام ہے۔ کسی نے چھوٹی سی چیز چوری کرلی، ٹھیک ہے برا کام ہے، جرم ہے، گناہ ہے، مگر طاغوتی نظام جو اللہ کی بغاوت پر مشتمل ہے یہ سب سے بڑا منکر ہے ،اس نظام (سیکولرازم) کے تصورات ملاحظہ ہوں کہ ہم کسی آسمانی ہدایت کو نہیں مانتے، کسی آسمانی قانون کو نہیں مانتے۔ ہم تو خود حاکم ہیں اور عوامی حاکمیت (popular sovereignty) کی بنیاد پر جمہوریت (democracy) چلے گی۔ ہم خود طے کریں گے کہ کیا جائز ہے کیا ناجائز۔ ہم چاہیں گے تو جنس پرستی کو جائز قرار دیں گے، ہم چاہیں گے تو زنا کو کوئی جرم یا کوئی گناہ قرار دیں گے، نہیں چاہیں گے تو نہیں دیں گے۔ اسی طرح ہمارا معاشی نظام سود پر چلے گا، ملینز کی لاٹریاں ہوں گی۔ ہم قحبہ گری کو قانونی تحفظ فراہم کریں گے اور سیکس ورکرز کو باقاعدہ طور پر ہیلتھ سر ٹیفکیٹ اور لائسنس ایشو کریں گے کہ ایڈز اور مہلک بیماریوں کے جراثیم سے پاک ہیں۔ یہ نظام یقینی طور پر اللہ کے خلاف بغاوت پر مشتمل ہے، بایں طور کہ اللہ نے جن چیزوں کو حرام قرار دیا ہے اس نظام میں ان تمام کو جائز قرار دیا گیا ہے۔ تو اب اللہ کے ساتھ وفاداری کا تقاضا یہ ہے کہ آپ اس نظام کو بدلنے کی جدوجہد کریں۔

(بحوالہ: ماہنامہ "میثاق"، ستمبر 2013)

اقتباسِ نگرانِ انجمن خُدّامُ القُرآن، کراچی

بچوں کی تربیت میں کوتاہی

شجاع الدین شیخ حفظہ اللہ

ہمیں اپنے گھروں کا جائزہ لینا چاہیے ، اگر بچہ بدتمیزی کرتا ہے تو ہم اِس کو لائٹ لیتے ہیں ، وہ ڈانس کرتا ہے تو ہم تالیاں بجاتے ہیں ۔ اولاد سینہ تان کر ماں باپ سے بات کرے تو ہم کہتے ہیں کہ اولاد کے اندر بڑا اعتماد آگیا ہے ۔ ۔ He and she is very bold.. لوگ اس کو بولڈ کہتے ہیں۔ حالانکہ اصل میں یہ بے غیرتی ہے ۔ ہم شروع میں روک لگانے کی کوشش نہیں کرتے ۔ پہلے دن اگر بچے نے گالی دی اسی دن اگر ہم نے کوئی نوٹس نہیں لیا تو کل وہ باہر نہیں گھر میں بھی گالی دے گا۔ پھر بھی روک نہیں لگائی تو بگڑا ہوا مزاج معاشرے میں فساد پیدا کرے گا۔ اسی طرح بچیوں کا معاملہ ہے ۔ آج کل بچیاں فیشن کے نام پر جس طرح لباس اختیار کر رہی ہیں ، اگر گھر سے روک ٹوک نہیں ہوگی تو معاشرے میں فساد پھیلے گا۔ جب ہم برائی کو روک نہیں لگائیں گے، شریعت کی پابندی نہیں کریں گے ، مَرد اور عورت کے آزاد اختلا ط کو نہیں روکیں گے ، یہ فلمیں اور ناچ گانوں کے اندر جو بے حیائی اور فحاشی پھیلائی جا رہی ہے اس کو نہیں روکا جائے گا تو پھر زیادتی کے کیسز بڑھتے چلے جائیں گے ۔ پھر اللہ کا عذاب بھی کسی نہ کسی صورت میں آئے گا۔

(خطاب جمعہ ، 20 اگست 2021ء، جامع مسجد شادمان ٹاؤن ، کراچی)

تاجِ رسالت ﷺ کے انمول نگینے

اُمُّ المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا

محمد ارشد

(استاذ قرآن اکیڈمی یٰسین آباد)

عائشہ نام، صدیقہ اور حمیرا لقب، اُم عبداللہ کنیت، اور اُم المؤمنین خطاب تھا۔ والد کا نام عبداللہ اور کنیت ابو بکر تھی۔ والدہ کا نام اُم رومان تھا۔ آپ کا سلسلہ نسب کچھ یوں ہے: عائشہ بنتِ ابی بکر بن ابی قحافہ بن عامر بن عمر بن کعب بن سعد۔ آپ کا نسب آٹھویں پشت پر نبی اکرم ﷺ سے جاملتا ہے۔

اُم المؤمنین کا خطاب اللہ تعالیٰ کی طرف سے آپ سمیت سب ازواج مطہرات کو ملا۔ جب تک اللہ کی طرف سے مسلمانوں کو یہ حکم نہیں دیا گیا تھا کہ نبی کی بیویاں امت کی ماؤں کا درجہ رکھتی ہیں تب تک لوگ آپ کو اُم عبداللہ کہہ کر پکارتے تھے۔ آپ کی کوئی اولاد نہیں تھی، چنانچہ ایک بار حضور ﷺ سے عرض کیا کہ آپ کی تمام بیویوں نے اپنی سابقہ اولادوں کے نام پر کنیت رکھ لی ہے، میں اپنی کنیت کس کے نام پر رکھوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: "اپنے بھانجے عبداللہ کے نام پر"، چنانچہ اسی دن سے اُم عبداللہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی کنیت قرار پائی۔

حضور ﷺ کے نکاح میں آنے سے پہلے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی نسبت جبیر بن مطعم کے بیٹے سے ہوئی تھی مگر ان لوگوں نے یہ نسبت اس لیے فسخ کردی کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اور ان کے اہلِ خانہ مسلمان ہو چکے تھے۔ اس کے بعد خولہ بنتِ حکیم رضی اللہ عنہا کی تحریک پر حضور ﷺ نے ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے حضرت عائشہ کے لیے پیغام بھیجا۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے منہ بولے بھائی تھے تعجب سے پوچھا۔ "کیا بھائی کی بیٹی سے نکاح ہوسکتا ہے؟" خولہ نے حضور سے پوچھا تو آپ ﷺ نے فرمایا: "ابو بکر میرے دینی بھائی ہیں اور ایسے بھائیوں کی اولاد سے نکاح جائز ہے۔" جناب صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے لیے اس سے بڑھ کر خوشی کی کون سی بات تھی کہ ان کی بیٹی رحمۃ للعالمین ﷺ کے نکاح میں آئے۔ فوراً راضی ہو گئے۔ چناں چہ 6 سال کی عمر میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ہجرت سے تین سال (بروایت دیگر ایک سال) قبل ماہ شوال میں رسول کریم ﷺ کے حبالۂ نکاح میں آگئیں۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے خود نکاح پڑھایا پانچ سو درہم مہر مقرر ہوا۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کی بشارت حضور ﷺ کو خواب میں ہو چکی تھی۔ آپ ﷺ نے خواب میں دیکھا کہ کوئی شخص ریشم میں لپٹی ہوئی کوئی چیز آپ ﷺ کو دکھا رہا ہے اور کہتا ہے "یہ آپ ﷺ کی ہے۔" آپ ﷺ نے کھولا تو حضرت عائشہ تھیں۔ حضرت عائشہ کا نکاح انتہائی سادگی سے ہوا۔ وہ فرماتی تھیں: "جب رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے نکاح فرمایا تو میں اپنی ہمجولیوں کے ساتھ کھیلا کرتی تھی۔ مجھے اس نکاح کا حال تک معلوم نہ ہوا یہاں تک کہ میری والدہ نے مجھے گھر سے باہر نکلنے سے منع کر دیا۔" حضرت عائشہ پیدائشی مسلمان تھیں، ان سے روایت ہے کہ "جب میں نے اپنے والدین کو پہچانا انہیں مسلمان پایا۔" اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا پر روزِ اول سے کفر و شرک کا سایہ تک نہیں پڑا۔

ماہِ شوال میں حضرت عائشہ حضورﷺ کے نکاح میں آئی تھیں ۔ جس کے بعد قریباً تین سال رسول اللہ ﷺ کا قیام مکہ معظمہ میں رہا۔ بعثت کے قریباً 13 سال پورے ہوجانے پر آپ نے بحکم خدا مکہ مکرمہ سے ہجرت فرمائی ۔ یہ سفر انتہائی رازداری کے ساتھ ہوا تھا اور تنہا حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ ہی آپ ﷺ کے ساتھ تھے ان کے بیوی بچے سب مکہ مکرمہ میں ہی رہ گئے تھے ، مدینہ طیبہ پہنچ کر قیام کے بارے میں ضروری انتظام کے بعد حضرت ابو بکر نے ایک شخص (عبد اللہ بن اریقط) کو مکہ معظمہ بھیج کر اپنی اہلیہ اُم رومان اور دونوں صاحبزادیوں حضرت عائشہ اور ان کی بڑی بہن حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کو بھی بلوالیا ۔ اور رسول اللہ ﷺ نے زید بن حارثہ کو مکہ بھیج کر اپنے اہل و عیال حضرت سودہ بنت زمعہ رضی اللہ عنہا اور دونوں صاحبزادیوں (حضرت اُم کلثوم و حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا) کو بھی بلوالیا ۔ یہ وہ وقت تھا جب آپ ﷺ مسجد نبوی تعمیر کروا رہے تھے اور اس کے ساتھ اپنے لیے چھوٹے چھوٹے گھر بنوا رہے تھے ۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا جن کے ساتھ آپ کا نکاح تین سال پہلے مکہ میں ہوچکا تھا ، اب تقریباً 10،9 سال کی ہوگئی تھیں ، حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو اُن کی غیر معمولی صلاحیت کا پورا اندازہ تھا اور جانتے تھے کہ تعلیم و تربیت اور سیرت سازی کا بہترین اور سب سے زیادہ موثر ذریعہ صحبت ہے ، اس لیے انہوں نے خود ہی حضورﷺ سے عرض کیا کہ "اگر آپ کے نزدیک نامناسب نہ ہو تو یہ بہتر ہوگا کہ عائشہ آپ کی اہلیہ اور شریک حیات کی حیثیت سے آپ کے نزدیک رہے ۔ "آپ ﷺ نے اس کو منظور فرمایا اور وہ بھی آپ ﷺ کے ساتھ آپ کے بنائے ہوئے ایک گھر میں مقیم ہوگئیں ۔ راجح روایت کے مطابق یہ یکم ہجری شوال کا مہینا تھا ۔ یہاں ایک بات قابل ذکر ہے کہ چوں کہ کبھی شوال کے مہینے میں عرب میں طاعون کی شدید وبا آئی تھی اس وجہ سے اس مہینے کو نا مبارک اور منحوس مہینا سمجھا جاتا تھا اور اس میں شادی جیسی تقریبات نہیں کی جاتی تھیں ۔ لیکن اُم المومنین حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا کا مکہ مکرمہ میں نکاح بھی شوال کے مہینے میں ہوا تھا اور جب ہجرت کے بعد مدینہ منورہ آکر رفیقۂ حیات کی حیثیت سے آپ ﷺ کے ساتھ مقیم ہوئیں تو وہ بھی شوال کا مہینا ہی تھا ۔ اس طرح حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا کے مبارک نکاح اور مبارک رخصتی نے عربوں کی اس توہم پرستی کا خاتمہ کردیا ۔

نبی کریم ﷺ سے صدیقہ رضی اللہ عنہا کی والہانہ محبت : حضرت عائشہ حضورﷺ پر جان چھڑکتی تھیں ۔ ایک دفعہ آپ رات کے وقت اُٹھ کر کہیں تشریف لے گئے ، جب حضرت عائشہ کی آنکھ کھلی اور حضورﷺ کو موجود نہ پایا تو سخت پریشان ہوئیں اور دیوانہ وار اٹھیں اور اِدھر اُدھر اندھیرے میں ٹٹولنے لگیں ۔ آخر ایک جگہ حضور کا قدم مبارک ملا ، دیکھا تو آپ ﷺ سر بسجود یادِ الٰہی میں مشغول ہیں ۔ اس وقت انہیں اطمینان ہوا ۔ جب نبی کریم ﷺ احرام باندھتے یا احرام کھولتے تو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا جسم مبارک میں خوشبو لگاتی تھیں ۔ ایک دفعہ سفر میں حضرت عائشہ کا ہار گم ہوگیا ۔ حضورﷺ نے اس کی تلاش میں چند صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو بھیجا ۔ وہ اس کی تلاش میں نکلے تو راستے میں نماز کا وقت آگیا ۔ دور دور تک پانی نہیں تھا اس لیے لوگوں نے بغیر وضو کے نماز پڑھی ۔ واپس آکر حضورﷺ سے ماجرا بیان کیا ۔ اس وقت آیت تیمم نازل ہوئی ۔ حضرت اُسید بن حضیر رضی اللہ عنہ نے اس کو حضرت عائشہ کی بہت بڑی فضیلت سمجھا اور اُن سے مخاطب ہوکر کہا : "اُم المومنین ! اللہ آپ کو جزائے خیر دے آپ کو کوئی ایسا حادثہ پیش نہیں آیا جس سے خدا نے آپ کو نکلنے کا راستہ نہ بتایا اور مسلمانوں کے لیے وہ ایک برکت بن گیا ۔"

جب حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی ازدواجی زندگی کے نو برس پورے ہوئے اور حضرت عائشہ اس وقت اٹھارہ برس کی تھیں کہ حضورﷺ مرض الموت میں مبتلا ہوگئے ۔ حسبِ دستور ایک ایک روز ہر بیوی کے گھر قیام فرماتے لیکن برابر پوچھتے کل کہاں رہوں گا ؟ ازواج نے سمجھ لیا کہ آپ ﷺ کا دل یہ ہے کہ حضرت عائشہ کے ہاں قیام کیا جاسکے ۔ چنانچہ سب نے اجازت دے دی ۔ یوں آپ ﷺ حضرت عائشہ کے حجرے میں منتقل ہوگئے ۔ مرض کی شدت بڑھ گئی ۔ آپ پوری تندہی سے حضورﷺ کی تیمار داری میں مصروف ہوگئیں ۔ اب آخری وقت آپہنچا تھا ۔ نبی

اکرم ﷺ حضرت عائشہ کے سینے سے ٹیک لگائے بیٹھے تھے کہ اتنے میں حضرت عائشہ کے بھائی عبد الرحمٰن مسواک لے کر آئے۔ آپ نے مسواک کی طرف دیکھا تو سمجھ گئیں کہ مسواک کرنا چاہتے ہیں۔ بھائی سے لے کر دانتوں سے مسواک نرم کر کے آپ ﷺ کو دی اسی اثنا میں آپ ﷺ نے اپنا ہاتھ جو حضرت عائشہ کے ہاتھ میں تھا کھینچ لیا۔ اور فرمایا: "اللھم الرفیق الاعلیٰ"، تھوڑی دیر میں آپ ﷺ کے جسم کا بوجھ معلوم ہوا، آنکھوں کی طرف دیکھا تو معلوم ہوا کہ وصال ہو چکا ہے۔ آپ نے آہستہ سے آپ ﷺ کا سر تکیہ پر رکھ دیا اور رونے لگیں۔ نبی اکرم ﷺ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرے ہی میں دفن ہوئے۔

فضائل اخلاق و علم و فضل: فضائل اخلاق کے لحاظ سے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا رتبہ بہت بلند تھا۔ وہ بے حد فیاض، مہمان نواز اور غریب پرور تھیں۔ ایک بار حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے اِن کو ایک لاکھ درہم بھیجے، انہوں نے اسی وقت سب رقم غریبوں، مسکینوں میں تقسیم کر دی۔ اس دن آپ روزے سے تھیں، شام ہوئی تو خادمہ نے کہا "اُم المؤمنین! کیا اچھا ہوتا آپ نے اس رقم سے کچھ گوشت ہی افطار کے لیے خرید لیا ہوتا۔" فرمایا: "تم نے یاد دلایا ہوتا۔" حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس ستر ہزار کی رقم آئی۔ انہوں نے ان (عروہ) کے سامنے کھڑے کھڑے ساری رقم راہِ خدا میں دے دی اور دوپٹے کا کا گوشہ جھاڑ دیا۔

موطا امام مالک میں ہے کہ حضرت عائشہ ایک دن روزے سے تھیں اور گھر میں ایک روٹی کے سوا کچھ نہ تھا۔ اتنے میں ایک سائلہ نے آواز دی۔ انہوں نے لونڈی کو حکم دیا کہ یہ روٹی سائلہ کو دے دو۔ لونڈی نے کہا، شام کو افطار کس چیز سے کیجیے گا۔ اُم المؤمنین نے فرمایا یہ تو اس کو دے دو۔ شام ہوئی تو کسی نے بکری کا گوشت ہدیۃً بھیج دیا۔ لونڈی سے فرمایا: دیکھو اللہ نے روٹی سے اچھی چیز بھیج دی ہے۔

حضرت موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"مَردوں میں تو بہت لوگ درجۂ کمال کو پہنچے ہیں، مگر عورتوں میں صرف مریم بنت عمران اور فرعون کی بیوی آسیہ ہی کامل ہوئی تھیں............ اور عائشہ کی فضیلت تمام عورتوں پر ایسی ہے جیسے تمام کھانوں میں ثرید افضل و اعلیٰ ہے۔ (متفق علیہ)

حضرت عروہ ابن زبیر رضی اللہ عنہ جو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے حقیقی بھانجے ہیں اور حضرت صدیقہ کی روایتوں کی بڑی تعداد کے وہی راوی ہیں۔ حاکم اور طبرانی نے اُن کا یہ بیان حضرت صدیقہ کے بارے میں روایت کیا ہے کہ:

"میں نے کسی ایسے شخص کو نہیں دیکھا جو اللہ کی کتاب قرآن پاک اور فرائض کے بارے میں اور حرام و حلال اور فقہ کے بارے میں اور شعور اور طب کے بارے میں اور عربوں کے واقعات اور تاریخ کے بارے میں اور انسان کے بارے میں (ہماری خالہ جان) عائشہ رضی اللہ عنہا سے زیادہ علم رکھتا ہو۔"

ایک مسلمان عورت کے لیے سیرت عائشہ رضی اللہ عنہا میں اس کی زندگی کے تمام تغیرات، انقلابات اور مصائب، شادی، رخصتی، سسرال، شوہر، سوکن، لاولدی، بیوگی، غربت، خانہ داری، رشک و حسد غرض کہ اس کے ہر موقع اور ہر حالت کے لیے تقلید کے قابل نمونے موجود ہیں۔ پھر علمی، اخلاقی ہر قسم کے گوہر گراں مایہ سے یہ پاک زندگی مالامال ہے۔ اس لیے سیرت عائشہ رضی اللہ عنہا اس کے لیے ایک ایسا آئینہ ہے جس میں صاف طور پر یہ نظر آئے گا کہ ایک مسلمان عورت کی زندگی کی حقیقی تصویر کیا ہے؟ اس کے علاوہ سیرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا مطالعہ اس لیے بھی ضروری ہے کہ یہ دنیا کی ایک عظیم ترین انسان کی سیرت کا مطالعہ ہے۔ اللہ تعالیٰ ہماری خواتین کو اُن کے نقوش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا وصال حضور ﷺ کی رحلت کے 48 سال بعد 66 برس کی عمر میں 17 رمضان المبارک 58 ہجری میں ہوا۔

کتابیات: 1۔ سیرت عائشہ رضی اللہ عنہا... سید سلیمان ندوی 2۔ تاریخِ اسلام کی عظیم شخصیت... ناعمہ صہیب 3۔ تذکارِ صحابیات... طالب ہاشمی

محرم الحرام کی اہمیت و فضیلت اور اس میں جاری بدعات و رسومات

شہرام اقبال

معاون شعبہ تحقیق و تجزیہ، قرآن اکیڈمی یاسین آباد

عشرہ محرم الحرام کا تعارف : اللہ تعالیٰ کا یہ نظام قدرت ہے کہ اس نے بعض چیزوں کو بعض پر فوقیت دے رکھی ہے اور ان کو ایک دوسرے پر فضیلت بھی بخشی ہے جیسا کہ تمام مخلوقات میں سے انسان کو اشرف المخلوقات کہا گیا ہے اور انسانوں میں سے بھی پھر انبیاء کو شرف فضیلت بخشی ہے اسی طرح تمام کرہ ارضی کو دیکھا جائے تو اللہ تعالیٰ نے بعض مقامات کو بھی بعض پر فضیلت بخشی ہے جیسا کہ حرمین شریفین اور مسجد اقصیٰ کو خاص تقدس حاصل ہے ان میں تمام عبادات اور نیک اعمال کرنے کا اجر بھی بہت بڑھ جاتا ہے ۔

اسی طرح اللہ تعالیٰ نے سال کے بارہ مہینوں میں سے چار مہینوں کو خصوصی اہمیت اور فضیلت بخشی ہے ان مقدس مہینوں میں محرم، رجب، ذی قعدہ، اور ذی الحج شامل ہیں ان مہینوں میں بھی پھر محرم الحرام کو یہ خاص شرف حاصل ہے کہ اس کو شہر اللہ یعنی اللہ تعالیٰ کے مہینے کا خطاب دیا گیا ہے ۔

اگر دنوں کی فضیلت اور عظمت کی بات کی جائے تو یوم عاشورہ یعنی 10 محرم الحرام کو خاص برتری حاصل ہے اس مہینے کی اہمیت اور فضیلت کا اندازہ اس بات سے بخوبی لگایا جا سکتا ہے کہ آپ ﷺ نہایت شوق اور بے چینی سے اس مہینے کی آمد کا انتظار فرماتے تھے

زمانہ جاہلیت سے ہی عرب کے بدو جو کہ علم کی دولت سے نا آشنا تھے اور ان کا مشغلہ صرف لوٹ مار قتل و غارت تھا وہ بھی ان مہینوں کے تقدس کا خاص خیال رکھا کرتے تھے اور ان مہینوں میں جنگ و جدل اور لوٹ کھسوٹ سے باز رہتے تھے خاص کر محرم الحرام کا تقدس ان کے دلوں میں راسخ تھا وہ اس مہینے میں ہر قسم کے قتل و غارت اور جنگ و جدل سے باز رہتے تھے ۔ محرم کو محرم الحرام بھی اس لیے کہا جاتا ہے کہ اس میں کسی بھی انسان کا ناحق خون بہانا حرام ہے

<u>عاشورہ کا روزہ اور اس کی اہمیت :</u> یوم عاشورہ کا لفظی معنی دسواں دن یا دسویں تاریخ ہے اس لفظ کا اطلاق عام طور پر محرم الحرام کی دسویں تاریخ پر ہوتا ہے ۔ آپ ﷺ نے اس دن کے روزے کی بہت فضیلت اور اہمیت بیان فرمائی ہے اور آپ ﷺ ان روزوں کا بہت اہتمام فرماتے تھے ۔ جب آپ ﷺ مکہ سے ہجرت کر کے مدینہ منورہ تشریف لے گئے تو یہودیوں کو اس دن کا روزہ رکھتے ہوئے دیکھا تو آپ ﷺ نے پوچھا کہ تم اس دن روزہ کیوں رکھتے ہو؟ انہوں نے جواب دیا کہ یہ ہماری نجات کا دن ہے اس دن اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کو فرعون سے نجات دلائی تھی اس لیے اس دن حضرت موسیٰ علیہ السلام نے روزہ رکھا تھا آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ ہم زیادہ موافقت رکھنے کے حقدار ہیں اس لیے نبی اکرم ﷺ نے اس دن خود بھی روزہ رکھا اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو بھی روزہ رکھنے کا حکم دیا (بخاری و مسلم).

لیکن یہودیوں کی مشابہت سے بچنے کے لیے آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا : اگر میں زندہ رہا تو اگلے سال نویں اور دسویں دونوں دنوں کا روزہ

رکھوں گا۔ مگر آئندہ سال آپ ﷺ محرم الحرام کے آنے سے پہلے ہی خالق حقیقی سے جا ملے۔[صحیح مسلم، رقم الحدیث: 1134]

لیکن اس حکم پر بعد میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عمل کیا لہذا محرم کی نویں دسویں یا دسویں گیارہویں کا روزہ رکھنا چاہیے۔

ماہ محرم الحرام اور تاریخی حوادث : جب ہم تاریخ کا مطالعہ کرتے ہیں تو اس مہینے میں یعنی محرم الحرام میں جہاں اس کے فضائل اور برکات کا علم ہوتا ہے وہیں پر اس مہینے یعنی محرم الحرام میں کچھ واقعات ایسے بھی ہوئے ہیں جن کو پڑھ کر اور ان کو یاد کر کے ہر مسلمان کا دل بے چین اور غمگین ہو جاتا ہے۔

ان واقعات میں ایک تو امیر المومنین سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی شہادت ہے جو یکم محرم الحرام کو ہوئی، جس کا سبب کچھ دن قبل نماز فجر کے دوران ایک مجوسی ابو لؤلؤ فیروز کے ہاتھوں چاقو کا حملہ تھا۔ اور دوسرا نواسہ رسول ﷺ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت ہے جو کہ کربلا کے میدان میں ہوئی۔

شہادت سیدنا حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ : سیدنا فاروق اعظم کی زندگی اسلامی تاریخ کا واحد باب ہے جس نے ہر تاریخ کو پیچھے چھوڑ دیا ہے آپ نے اپنے دور حکومت میں بے مثال عدل و انصاف کا نظام قائم کر کے دکھایا آپ اپنی رعایا کے حقوق کی پاسداری کے لیے دن رات سوچ بچار میں لگے رہتے تھے اور راتوں کو اُٹھ اُٹھ کر اپنی رعایا کے احوال معلوم کیا کرتے تھے اس کے علاوہ آپ نے جہاد فی سبیل اللہ کو اتنا فروغ دیا کہ 22 لاکھ مربع میل تک اسلامی حکومت کا جھنڈا لہرانے لگا آپ زہد و تقوی کی بلند ترین چوٹی پر فائز تھے، آج تک انسانی تاریخ آپ کا کوئی مثل پیش کرنے سے قاصر ہے۔

آپ کو اللہ تعالیٰ نے ایسی سوچ اور فہم عطا فرمایا تھا کہ وہ اپنی مثال آپ تھا بسا اوقات آپ رضی اللہ عنہ کے دل میں اگر کسی حکم کے بارے میں تشنگی ہوتی اللہ تعالیٰ اس حکم کو صادر فرما دیتے اللہ تعالیٰ نے تقریباً 34 مواقع پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خواہش کے موافق آیات قرآنی نازل فرمائی ہیں جن کو موافقات عمر کہا جاتا ہے اسی لیے آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا :

«لَوْ كَانَ نَبِيٌّ بَعْدِي لَكَانَ عُمَرَ بْنَ الخَطَّابِ [سنن الترمذي، رقم الحديث: 3686]

ترجمہ : اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو وہ عمر ہوتا۔

شہادت حضرت حسین رضی اللہ عنہ : نواسہ رسول ﷺ اور جگر گوشہ حضرت علی رضی اللہ عنہ وہ عظیم ہستی ہیں جن کے فضائل و مناقب، صبر و استقامت اور سیرت و کردار کے عظیم کارناموں سے تاریخ اسلام بھری پڑی ہے آپ نے فاتح خیبر سیدنا علی المرتضی رضی اللہ عنہ کے گھر آنکھ کھولی آپ کے نانا ہادی عالم ﷺ نے آپ کے کان میں اذان دی آپ کو اپنے دست مبارک سے شہد چٹایا آپ کو بہت ساری دعائیں دیں اور آپ کا نام حسین رکھا۔

آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا :

«حُسَيْنٌ مِنِّي وَأَنَا مِنْ حُسَيْنٍ، أَحَبَّ اللهُ مَنْ أَحَبَّ حُسَيْنًا، حُسَيْنٌ سِبْطٌ مِنَ الأَسْبَاطِ». [سنن الترمذي، رقم الحديث: 3775]

ترجمہ : حسین مجھ سے ہے اور میں حسین سے ہوں، جو حسین سے محبت کرے اللہ اس سے محبت کرے، حسین میری نسلوں میں سے ایک نسل ہے۔

آپ نے کربلا کے میدان میں ہمت و بہادری اور صبر و استقامت کی وہ تاریخ رقم کی جس کی کوئی مثال نہیں ملتی ہے۔ آپ کے تمام جانباز بہت بہادری سے لڑے اور ایک ایک کر کے جام شہادت نوش فرماتے رہے اور آپ کو بھی نماز کی حالت میں شہید کر دیا گیا آخر دسویں محرم کے ڈھلتے سورج نے انسانیت کے اس دردناک واقعے کو دیکھا جس کو خون سے رنگین زمین نے اپنے سینے پر ہمیشہ کے لیے نقش کر لیا آپ کی سیرت و کردار اور اسلام کی راہ میں مر مٹنے کی داستان آنے والی نسلوں کے لیے مشعل راہ ہے۔

محرم الحرام میں جاری رسومات اور بدعات : جیسے ہی محرم الحرام کا مہینہ آتا ہے تو ایسے لگتا ہے جیسے کوئی خاص تہوار آ گیا ہے ہر طرف نوحے خوانی اور مرثیے لاوڈ سپیکرز پر زور شور سے سنائی دیتے ہیں اس کے علاوہ خاص لباس کے پہننے کا بھی اہتمام ہوتا ہے اور جگہ جگہ سبیلیں اور جلوس

کی شکل میں لوگ نظر آتے ہیں ایک عجیب تہوار کا سا ماحول بنا ہوا ہوتا ہے اور اب تو یہ چیزیں اس قدر عام ہو گئی ہیں کہ شاید ہی کوئی گھر ہو جو ان خرافات سے بچا ہوا ہو۔

آپ ﷺ نے بہت سی احادیث مبارکہ میں بدعت کی مذمت کی ہے آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا :

صحیح مسلم میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے رسول اکرم ﷺ کا قول نقل کیا گیا ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا :

مَنْ أَحْدَثَ فِي أَمْرِنَا هَذَا مَا لَيْسَ مِنْهُ فَهُوَ رَدٌّ. (صحيح مسلم، رقم الحديث: 4492)

ترجمہ : جو شخص ہماری لائی ہوئی شریعت میں ایسی چیز کا اضافہ کرے جو اس میں نہ ہو تو وہ رد ہے۔

صحیح مسلم میں رسول مکرم (ﷺ) کا فرمان بیان کیا گیا ہے :

فَإِنَّ خَيْرَ الْحَدِيثِ كِتَابُ اللَّهِ، وَخَيْرُ الْهُدَى هُدَى مُحَمَّدٍ، وَشَرُّ الْأُمُورِ مُحْدَثَاتُهَا، وَكُلُّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ. (صحيح مسلم، رقم الحديث: 2005)

ترجمہ : بہترین کلام، کلام خدا ہے اور بہترین ہدایت، ہدایت پیغمبر گرامی (ﷺ) ہے اور بدترین امور بدعات ہیں جو دین میں ایجاد کی جاتی ہیں اور ہر بدعت گمراہی ہے۔

علامہ راغب اصفہانی کے مطابق دین میں ہر وہ قول و فعل بدعت ہے جسے صاحب شریعت نے بیان نہ کیا ہو اور شریعت کے محکم و متشابہ اصول سے بھی نہ لیا گیا ہو۔

دوسری بات یہ ہے کہ اس میں کوئی شک نہیں کہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت تاریخ اسلام کا ایک دردناک واقعہ ہے مگر یہ سمجھنا کہ عاشورہ کے فضائل و برکات کا سیدنا حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت سے کوئی تعلق ہے تو یہ بالکل درست نہیں ہے بلکہ عاشورہ کے دن کو خاص فضیلت اس وقت سے حاصل ہے جب سے حضرت حسین رضی اللہ عنہ پیدا بھی نہیں ہوئے تھے۔ ویسے تو محرم الحرام میں بہت ساری بدعات کا ارتکاب کیا جاتا ہے ان میں سے چند ایک یہ ہیں

01 : نوحہ اور ماتم کرنا۔ اسلام میں سختی سے نوحہ خوانی اور ماتم کرنے کی مذمت کی گئی ہے

02 : سوگ میں کالے کپڑے پہننا

03 : رشتے طے نہ کرنا

04 : محرم میں شادی نہ کرنا

05 : نئے کپڑے نا سلوانا اور نہ پہننا

06 : روزہ رکھنے کی بجائے عصر کے بعد کا فاقہ کرنا

07 : تعزیہ نکالنا۔ اب تو یہ کام ہر طبقے میں عام ہوتا جا رہا ہے

یہ وہ چند بدعات ہیں جن کا ذکر کیا گیا۔ اس کے علاوہ اور نا معلوم کون کون سی خرافات ہیں جنہوں نے اسلام کی اصل شناخت مسخ کی ہوئی ہے ہمارے لیے یوم عاشورہ کے موقع پر سبق یہ ہے کہ اپنی زندگیوں کو اسلامی تعلیمات کے مطابق ڈھالیں چاہے وہ زندگی کے انفرادی گوشے سے ہوں یا پھر زندگی کے اجتماعی گوشے سے، پورے کے پورے نظام زندگی پر اسلام کو نافذ کرنے کی کوشش کی جائے اور ان بدعات کا مکمل بائیکاٹ کیا جائے اللہ تعالیٰ ہمیں ان تعلیمات پر عمل کرنے والا بنائے۔ آمین۔

افادات : تاریخ اسلام مفتی اسماعیل ریحان صاحب

شہادت

سید فیض الرحمن منہاجی

معاون شعبہ تصنیف و تالیف قرآن اکیڈمی یاسین آباد

اللہ تعالیٰ نے انسان کو لاتعداد نعمتوں سے نوازا ہے ان میں سے عظیم ترین نعمت انسانی جان ہے ،جس کو شریعت میں اتنی اہمیت حاصل ہے کہ ایک شخص کے قتل کو تمام انسانیت کا قتل اور ایک جان کے بچانے کو تمام انسانیت کو بچانے کے مترادف کہا گیا ہے ۔ یہ اللہ تعالیٰ کی امانت ہے اسی لیے شریعت خودکشی کو حرام کہتی ہے اور خود کو ہلاکت میں ڈالنے والے افعال کی انتہائی مذمت کرتی ہے ۔

تاہم انسانوں میں بعض کے نزدیک ان کا مال وزر، اور بعض اپنے قبیلے اور کنبے کی خاطر اور کچھ کے نزدیک ان کا دین اس قدر محبوب ہوتا ہے کہ وہ اس کی خاطر اپنی جان دینے اور دوسرے کی جان لینے سے گریز نہیں کرتے ، جن میں سے اول الذکر کو برا اور باقی دونوں کو اچھا سمجھا جاتا رہا ہے اور اس مقصد میں مارے جانے والوں کو عزت کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے اور ان کا اس قدر احترام کیا جاتا ہے کہ آئندہ آنے والی نسلیں ان کے طریقوں کو اختیار کرتے ہوئے اپنی جان قربان کرنے سے دریغ نہیں کرتیں ۔ جب کہ اسلام ان دونوں میں سے صرف دین کی خاطر یعنی اللہ تعالی کے کلمے کی سربلندی اور اس کے دفاع کے لیے ، اور اسی طرح مسلمانوں کی جان ، مال ، عزت و آبرو کی حفاظت کے لیے اپنی جان قربان کرنے والوں کو شہید کہتا ہے اور اس کے لیے جنت کی بشارت دیتا ہے ۔

اسلامی تعلیمات کے مطابق شہادت ایک عظیم رتبہ ہے.جس کی بدولت شہید کو اللہ کی رضا کا مقام یعنی جنت عطا ہوتی ہے ۔ سورۃ آل عمران میں فرمایا :

وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًا ؕ بَلْ اَحْيَآءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُوْنَ ﴿۱۶۹﴾ فَرِحِيْنَ بِمَآ اٰتٰىهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ (170 - 169)

"جو لوگ اللہ کی راہ میں قتل ہوئے ہیں انہیں مردہ نہ سمجھو، وہ تو حقیقت میں زندہ ہیں، اپنے رب کے پاس رزق پا رہے ہیں ۔ جو کچھ اللہ نے اپنے فضل سے انہیں دیا ہے اُس پر خوش و خرم ہیں ۔"

علامہ یوسف بنوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں :

"اسلام میں شہادت فی سبیل اللہ کو وہ مقام حاصل ہے کہ (نبوّت و صدیقیت کے بعد) کوئی بڑے سے بڑا عمل بھی اس کی گرد کو نہیں پاسکتا۔ اسلام کے مثالی دور میں اسلام اور مسلمانوں کو جو ترقی نصیب ہوئی وہ ان شہدا کی جاں نثاری و جانبازی کا فیض تھا، جنھوں نے اللہ رَبّ العزّت کی خوشنودی اور کلمۂ اسلام کی سربلندی کے لیے اپنے خون سے اسلام کے سدابہار چمن کو سیراب کیا۔ شہادت سے ایک ایسی پائیدار زندگی نصیب ہوتی ہے ، جس کا نقشِ دوام جریدۂ عالم پر ثبت رہتا ہے ، جسے صدیوں کا گرد و غبار بھی نہیں دُھندلا سکتا ، اور جس کے نتائج و ثمرات انسانی معاشرے میں رہتی دُنیا تک قائم و دائم رہتے ہیں ۔ کتاب اللہ کی آیات اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی احادیث میں شہادت اور شہید کے اس قدر فضائل

بیان ہوئے ہیں کہ عقل حیران رہ جاتی ہے اور شک و شبہ کی ادنیٰ گنجائش باقی نہیں رہتی۔"

مقام شہادت اس قدر لائق تعظیم ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے خود اللہ کی راہ میں جہاد اور شہادت کی تمنا کا اظہار ان کلمات سے فرمایا:

«وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَوْلَا أَنَّ رِجَالًا مِنَ الْمُؤْمِنِينَ لَا تَطِيبُ أَنْفُسُهُمْ أَنْ يَتَخَلَّفُوا عَنِّي، وَلَا أَجِدُ مَا أَحْمِلُهُمْ عَلَيْهِ مَا تَخَلَّفْتُ عَنْ سَرِيَّةٍ تَغْزُو فِي سَبِيلِ اللهِ، وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَوَدِدْتُ أَنِّي أُقْتَلُ فِي سَبِيلِ اللهِ، ثُمَّ أُحْيَا، ثُمَّ أُقْتَلُ، ثُمَّ أُحْيَا، ثُمَّ أُقْتَلُ، ثُمَّ أُحْيَا، ثُمَّ أُقْتَلُ». (صحیح البخاری، رقم الحدیث: 2797)

"اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! اگر مسلمانوں کے دلوں میں اس سے رنج نہ ہوتا کہ میں ان کو چھوڑ کر جہاد کے لیے نکل جاؤں اور مجھے خود اتنی سواریاں میسر نہیں ہیں کہ ان سب کو سوار کر کے اپنے ساتھ لے چلوں تو میں کسی چھوٹے سے چھوٹے ایسے لشکر کے ساتھ جانے سے بھی نہ رکتا جو اللہ کے راستے میں غزوہ کے لیے جا رہا ہوتا۔ اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! میری تو آرزو ہے کہ میں اللہ کے راستے میں قتل کیا جاؤں، پھر زندہ کیا جاؤں، پھر قتل کیا جاؤں اور پھر زندہ کیا جاؤں پھر قتل کیا جاؤں اور پھر زندہ کیا جاؤں اور پھر قتل کر دیا جاؤں۔"

اسی طرح نبی کریم ﷺ کے فرمان کے مطابق شہادت کی حقیقت یہ ہے کہ ایک مسلمان اللہ کے کلمہ کی سربلندی کے لیے خلوص نیت کے ساتھ اللہ کے لیے اپنی جان قربان کر دے۔

عَنْ أَبِي مُوسَى رضی اللہ عنہ، قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ، فَقَالَ الرَّجُلُ: يُقَاتِلُ لِلْمَغْنَمِ وَالرَّجُلُ يُقَاتِلُ لِلذِّكْرِ، وَالرَّجُلُ يُقَاتِلُ لِيُرَى مَكَانُهُ فَمَنْ فِي سَبِيلِ اللهِ؟ قَالَ: «مَنْ قَاتَلَ لِتَكُونَ كَلِمَةُ اللهِ هِيَ الْعُلْيَا فَهُوَ فِي سَبِيلِ اللهِ». (صحیح البخاری، رقم الحدیث: 2810)

"ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ایک صحابی (لاحق بن ضمیرہ) نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ ایک شخص جنگ میں شرکت کرتا ہے غنیمت حاصل کرنے کے لیے، ایک شخص جنگ میں شرکت کرتا ہے ناموری کے لیے، ایک شخص جنگ میں شرکت کرتا ہے تاکہ اس کی بہادری کی دھاک بیٹھ جائے تو ان میں سے اللہ کے راستے میں کون لڑتا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: جو شخص اس ارادہ سے جنگ میں شریک ہوتا ہے کہ اللہ ہی کا کلمہ بلند رہے، صرف وہی اللہ کے راستہ میں لڑتا ہے۔"

جیسا کہ مسلمان کی قربانی کے بارے میں فرمایا گیا ہے اللہ کو اس کا خون اور گوشت نہیں پہنچتا، اسی طرح شہادت میں بھی خون اور جان نہیں بلکہ اخلاص اور رضا و تسلیم مطلوب ہے جس کے پیش نظر ایک مجاہد اپنی جان اللہ کی راہ میں قربان کرتا ہے۔ اسی لیے قیامت کے دن ان لوگوں کا خون رائیگاں جائے گا جنہوں نے خود کو شہید کہلوانے کے لیے یا دنیاوی مقاصد کے تحت اپنی جان دی ہوگی، اللہ تعالی کے نزدیک آخرت میں ان کے لیے کوئی جزا نہ ہوگی۔ صحیح مسلم کی روایت ہے:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ، يَقُولُ: «إِنَّ أَوَّلَ النَّاسِ يُقْضَى يَوْمَ الْقِيَامَةِ عَلَيْهِ رَجُلٌ اسْتُشْهِدَ، فَأُتِيَ بِهِ فَعَرَّفَهُ نِعَمَهُ فَعَرَفَهَا، قَالَ: فَمَا عَمِلْتَ فِيهَا؟، قَالَ: قَاتَلْتُ فِيكَ حَتَّى اسْتُشْهِدْتُ، قَالَ: كَذَبْتَ، وَلَكِنَّكَ قَاتَلْتَ لِأَنْ يُقَالَ جَرِيءٌ، فَقَدْ قِيلَ ثُمَّ أُمِرَ بِهِ فَسُحِبَ عَلَى وَجْهِهِ حَتَّى أُلْقِيَ فِي النَّارِ». (رقم الحدیث: 4923)

"حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا، سب سے پہلے قیامت کے دن جس کے خلاف فیصلہ ہوگا، وہ ایک شہید ہونے والا آدمی ہے، اسے لایا جائے گا، تو اللہ تعالیٰ اپنی نعمتیں اسے بتائے گا اور وہ ان کا اقرار کرے گا، اللہ تعالی پوچھے گا، تو نے ان نعمتوں سے کیا کام لیا (کن مقاصد کے لیے ان کو استعمال کیا ہے) وہ کہے گا، میں نے تیری خاطر جہاد کیا، حتیٰ کہ مجھے شہید کر دیا گیا، اللہ فرمائے گا، تو جھوٹ بولتا ہے، تو نے تو صرف اس لیے جہاد میں حصہ لیا، تاکہ تیری جرات کے چرچے ہوں، تو یہ چرچے ہو گئے، پھر اس کے بارے میں حکم ہوگا اور اسے اوندھے منہ گھسیٹ کر دوزخ میں ڈال دیا جائے۔"

ترمذی میں مزید اضافہ ہے کہ

"پھر رسول اللہ ﷺ نے میرے گھٹنے پر ہاتھ مار کر فرمایا: اے ابوہریرہ! یہی وہ پہلے تین شخص ہیں جن سے قیامت کے دن جہنم کی آگ بھڑکائی جائے گی۔ ولید ابو عثمان کہتے ہیں: عقبہ بن مسلم نے مجھے خبر دی کہ شفیا اصبحی نے معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس جا کر انہیں ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے واسطہ سے اس حدیث سے باخبر کیا تو معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا: ان تینوں کے ساتھ ایسا معاملہ ہوا تو باقی لوگوں کے ساتھ کیا ہوگا، یہ کہہ کر معاویہ رضی اللہ عنہ زار و قطار رونے لگے یہاں تک کہ ہم نے سمجھا کہ وہ زندہ نہیں بچیں گے، اور ہم لوگوں نے یہاں تک کہہ ڈالا کہ یہ شخص شر لے کر آیا ہے، پھر جب معاویہ رضی اللہ عنہ کو افاقہ ہوا تو انہوں نے اپنے چہرے کو صاف کیا اور فرمایا: یقیناً اللہ اور اس کے رسول نے سچ فرمایا ہے اور اس آیت کریمہ کی تلاوت کی

مَنْ كَانَ يُرِيْدُ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا وَ زِيْنَتَهَا نُوَفِّ اِلَيْهِمْ اَعْمَالَهُمْ فِيْهَا وَ هُمْ فِيْهَا لَا يُبْخَسُوْنَ ﴿۱۵﴾ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ لَيْسَ لَهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ اِلَّا النَّارُ ۖ وَ حَبِطَ مَا صَنَعُوْا فِيْهَا وَ بٰطِلٌ مَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۱۶﴾ (ھود: 16 - 15)

جو لوگ بس اِسی دنیا کی زندگی اور اس کی خوش نمائیوں کے طالب ہوتے ہیں ان کی کارگزاری کا سارا پھل ہم یہیں ان کو دے دیتے ہیں اور اس میں ان کے ساتھ کوئی کمی نہیں کی جاتی۔ مگر آخرت میں ایسے لوگوں کے لیے آگ کے سوا کچھ نہیں ہے (وہاں معلوم ہو جائے گا کہ) جو کچھ انہوں نے دنیا میں بنایا وہ سب ملیامیٹ ہو گیا اور اب ان کا سارا کیا دھرا محض باطل ہے۔"

کیونکہ یہ عبادات (جہاد، قرآن سیکھنا اور سکھانا، اور اللہ کی راہ میں خرچ کرنا) اللہ تعالیٰ کے نزدیک بلند مرتبے کے ہیں۔ پس جب اس کے عاملوں نے اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کی بجائے اس کا اجر اس دنیا میں فوری طلب کیا اور اس کو آخرت میں باقی رہنے والی چیزوں پر ترجیح دی تو اللہ تعالیٰ نے انہیں سب سے پہلے آگ میں ڈال کر اس کی جزا دی اور یہ سزا جرم کی شدت کے مطابق ہے۔

شہادت کا مقام نبوت کے مقام سے تیسرے درجے پر ہے، سورۃ النساء میں اللہ تبارک و تعالیٰ نے شہدائے کرام کو ان لوگوں کے ساتھ بیان کیا ہے جن پر اللہ تعالیٰ نے اپنا خاص فضل و کرم اور انعام و اکرام فرمایا ہے اور انہیں صراطِ مستقیم اور سیدھے راستے کا معیار قرار دیا ہے۔ فرمایا:

وَ مَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَ الرَّسُوْلَ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ وَ الصِّدِّيْقِيْنَ وَ الشُّهَدَآءِ وَ الصّٰلِحِيْنَ ۚ وَ حَسُنَ اُولٰٓئِكَ رَفِيْقًا ﴿۶۹﴾

"جو اللہ اور رسول کی اطاعت کرے گا وہ ان لوگوں کے ساتھ ہو گا جن پر اللہ نے انعام فرمایا ہے یعنی انبیا، اور صدیقین اور شہدا اور صالحین، کیسے اچھے ہیں یہ رفیق (جو کسی کو میسر آئیں)۔"

اللہ تعالیٰ کے راستے میں قتل ہونے والوں کو شہید کیوں کہتے ہیں؟ اس بارے میں کئی اقوال مستند تفاسیر میں مذکور ہیں۔

- کیونکہ شہید کے لیے جنت کی شہادت یعنی گواہی دی گئی ہے کہ وہ یقیناً جنتی ہے۔
- کیونکہ ان کی روحیں جنت میں شاہد یعنی حاضر رہتی ہیں، کیونکہ وہ اپنے رب کے پاس زندہ ہیں، جب کہ دوسرے لوگوں کی روحیں قیامت کے دن جنت میں حاضر ہوں گی... نضر بن شمیل رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ شہید بمعنی شاہد ہے اور شاہد کا مطلب جنت میں حاضر رہنے والا۔ علامہ قرطبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں یہی قول صحیح ہے۔
- ابن فارس رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں الشہید بمعنی المقتول یعنی اللہ کے راستے میں قتل کیا جانے والا۔
- جب اللہ تعالیٰ نے جنت کے بدلے اس کی جان کو خرید لیا اور اس پر لازم کیا کہ وہ اس عہد کو پورا کرے تو شہید نے جان دے کر گواہی دے دی کہ اس نے یہ عہد پورا کر دیا ہے اور اس کی گواہی اللہ کی گواہی کے ساتھ مل گئی۔ اللہ کے حضور اپنی جان پر گواہی، شہادت کی وجہ سے اسے شہید کہا جاتا ہے۔

- ابن انبار رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اور فرشتے اس کے لیے جنت کی شہادت یعنی گواہی دیتے ہیں، اسی لیے اسے شہید کہا جاتا ہے۔
- اس کی روح نکلتے وقت اس کا اجر اور مقام اس کے سامنے حاضر ہو جاتا ہے، اس وجہ سے اسے شہید کہتے ہیں۔
- کیونکہ رحمت والے فرشتے اس کی روح لینے کے لیے شاہد یعنی حاضر ہوتے ہیں۔
- اس کے پاس ایک شاہد گواہ ہے جو اس کی شہادت کی گواہی دیتا ہے اور وہ ہے خون، کیونکہ قیامت کے دن شہید جب اٹھے گا تو اس کی رگوں میں سے خون بہہ رہا ہوگا۔

شہادت کے فضائل قرآن وحدیث میں بکثرت موجود ہیں اور اسلامی تعلیمات کی رو سے یہ بات سامنے آتی ہے کہ ایک مسلمان کی حقیقی ودائمی کامیابی یہی ہے کہ وہ اللہ کے دین کی سربلندی کی خاطر شہید کر دیا جائے، لہٰذا ایک مومن کی تو دلی تمنا یہی ہوتی ہے کہ وہ اللہ کی راہ میں شہادت سے سرفراز ہو۔

اسی طرح اگر کسی کو جہاد فی سبیل کا موقع میسر نہ آسکا اور وہ دل میں شہادت کا جذبہ رکھتا ہے تو اس کے لیے بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف سے بشارت ہے، فرمایا کہ

«مَنْ سَأَلَ اللهَ الشَّهَادَةَ بِصِدْقٍ بَلَّغَهُ اللهُ مَنَازِلَ الشُّهَدَاءِ، وَإِنْ مَاتَ عَلَى فِرَاشِهِ». (صحیح مسلم، رقم الحدیث: 4929)

"جو شخص سچے دل سے اللہ کی شہادت مانگے، اللہ اسے شہدا کے مراتب تک پہنچا دیتا ہے، چاہے وہ اپنے بستر ہی پر کیوں نہ فوت ہو۔"

لیکن اگر دل میں نہ تمنا ہے اور نہ شوق شہادت ہے تو فرمایا:

«مَنْ مَاتَ وَلَمْ يَغْزُ وَلَمْ يُحَدِّثْ بِهِ نَفْسَهُ مَاتَ عَلَى شُعْبَةٍ مِّنْ نِّفَاقٍ». (صحیح مسلم، رقم الحدیث: 4931)

"جو شخص مر گیا اور اس نے نہ جہاد کیا اور نہ ہی کبھی اس کی نیت کی تو وہ نفاق کی قسموں میں سے ایک قسم پر مرا۔"

سورۃ المائدہ میں آتا ہے کہ جب موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم کو جہاد کا حکم دیا تو انہوں نے صاف انکار کیا اور کہا کہ اے موسیٰ! آپ اور آپ کا رب جائیے اور قتال کیجیے ہم تو یہیں بیٹھنے والے ہیں، نتیجتاً مغضوب علیھم قرار پائے۔ اس کے بالمقابل جب صحابہ کرام کو جہاد کا حکم ملا تو انہوں نے سمعنا واطعنا کہا اور ہمیشہ کے لیے اپنے رب کی رضا کا پروانہ حاصل کیا (رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ)۔ درحقیقت اگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی قربانیاں نہ ہوتیں تو حق کی آواز بلند نہ ہوتی اور اسلام کا پرچم بلند نہ ہوتا، حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے نہ صرف حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حیاتِ طیبہ میں دس سال جنگیں لڑیں بلکہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دنیا سے پردہ فرمالینے کے بعد بھی یہ مبارک ہستیاں اللہ کے راستے میں جہاد کرتی رہیں۔ ان حضرات کا شوقِ شہادت وجہاد اور اللہ تعالیٰ کے راستے میں اپنی جانوں کی قربانی دینا قیامت تک کے لیے عدیم المثال ہے۔ ان حضرات نے اسلام اور پیغمبر اسلام کے لیے جو قربانیاں دیں تاریخ کے اوراق ان واقعات سے بھرے پڑے ہیں۔ ان کے مرد، عورتیں اور بچے غرض ہر کوئی ایک سے بڑھ کر ایک قربانی دینے والا اور اللہ تعالیٰ کے راستے میں بڑھ چڑھ کر اپنی جان اور مال سے جہاد کرنے والا تھا، اسی طرح صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے بعد بھی لاکھوں مسلمانوں نے اس راہ میں اپنی جانیں دینے کو باعث سعادت سمجھا اور موت کو بخوشی گلے لگایا کہ وہ اسے اپنے اور اپنے رب کے درمیان ایک پردہ سمجھتے تھے۔ بقول علامہ اقبال ؎

کُشادِ درِ دل سمجھتے ہیں اس کو
ہلاکت نہیں موت ان کی نظر میں

نگرانِ انجمن شجاع الدین شیخ حفظہ اللہ کا خطاب عام (آخری قسط)

مؤرخہ 04 دسمبر 2022ء کو انجمن خدام القرآن سندھ کا سالانہ اجلاس منعقد ہوا، جس میں نگرانِ انجمن نے "قرآن حکیم کا انقلابی منشور" کے عنوان سے خطاب عام فرمایا۔ اس خطاب کا تحریری متن "آئینہ انجمن" میں قسط وار شائع کیا جا رہا ہے۔

دسواں نکتہ: قیام عدل و قسط

قرآنِ حکیم نے اسلام کی یہ انقلابی شان بھی واضح کی کہ اسلام ایسا مذہب نہیں ہے جو کچھ عقائد اور چند انفرادی معاملات تک محدود ہوتا ہے، بلکہ اسلام دین ہے اور دین بھی وہ جو اپنا غلبہ چاہتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس نکتے کو کئی پیرایوں میں بیان فرمایا ہے اور اس کے لیے بنیادی اصطلاح قرآنِ حکیم میں عدل و قسط کی آئی ہے۔ سورۃ الحدید کی آیت نمبر 25 میں تمام رسولوں کا مشن بیان فرمایا:

لَقَدْ اَرْسَلْنَا رُسُلَنَا بِالْبَيِّنٰتِ وَ اَنْزَلْنَا مَعَهُمُ الْكِتٰبَ وَالْمِيْزَانَ لِيَقُوْمَ النَّاسُ بِالْقِسْطِ

ہم نے رسولوں کو بھیجا، ہم نے انہیں معجزات اور کتاب اور شریعت کا ترازو عطا فرمایا،

یہ شریعت ترازو تول کر بتائے گی کہ کس کے ذمے کیا حق ہے اور کیا ذمہ داری ہے۔ معجزات، کتابیں اور شریعت صرف پڑھنے پڑھانے، سمجھنے سمجھانے، سیکھنے سکھانے، خطابات اور بیانات دینے کے لیے نہیں ہیں، بلکہ ان کا ایک بلند تر مقصد بھی ہے، اور وہ ہے: لِيَقُوْمَ النَّاسُ بِالْقِسْطِ، تاکہ انسانیت عدل و قسط پر قائم ہو۔ وَ اَنْزَلْنَا الْحَدِيْدَ، بقول استاذِ محترم ڈاکٹر اسرار احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے "انقلاب کے نکتے پر قرآنِ حکیم کی یہ عریاں ترین آیت ہے" یعنی واضح ترین آیت، وَ اَنْزَلْنَا الْحَدِيْدَ، ہم نے لوہا اتارا ہے۔ متکلمین اس پر بحثیں کرتے ہیں کہ یہ جو سورج کی روشنی کے ذرات آتے ہیں لوہا اس سے بنتا ہے اس لیے اَنْزَلْنَا کا لفظ استعمال ہوا، کچھ کہتے ہیں یہ لوہا اللہ تعالیٰ نے براہ راست پیدا کیا، یہ سب علمی بحثیں ہیں، مگر قرآن فقط ان علمی بحثوں کے لیے نہیں ہے، بلکہ یہ قرآن، یہ کتاب اپنا نفاذ چاہتی ہے، وَ اَنْزَلْنَا الْحَدِيْدَ، ہم نے لوہا پیدا کیا ہے، فِيْهِ بَاْسٌ شَدِيْدٌ، اس میں جنگ کی صلاحیت ہے، وَّ مَنَافِعُ لِلنَّاسِ، اور لوگوں کے لیے دوسری منفعتیں ہیں۔ فیکٹریوں میں، کمپنیوں میں، گھروں میں اور دیگر چیزوں میں بھی اس کا استعمال ہے، لیکن یہ چیز اس کا بنیادی مقصد نہیں ہے، بنیادی مقصد تو یہ ہے کہ لوہا طاقت کا نشان ہے اور یہ طاقت کس لیے استعمال ہو؟ عدل و قسط کے قیام کے لیے! اللہ تعالیٰ کی وحی کی تعلیم، اس کی عطا کردہ عادلانہ تعلیم اور اس کے تقاضوں کو نافذ کرنے میں جو لوگ سب سے پہلے آگے بڑھ کر رکاوٹ بنتے ہیں وہ لوگ جن کو قرآن سردار کہتا ہے، ظالم اور جابر لوگ جن کے مفادات پر ضرب پڑتی ہے جن کے مفادات اس ظالمانہ نظام سے جڑے ہوتے ہیں، یہ اس نظام عدل کو ٹھنڈے پیٹ کبھی برداشت نہیں کرتے، یہ آگے بڑھ کر مقابلہ کرتے ہیں۔ بدر میں اپنے باطل نظام کو بچانے اور عدل کے نظام میں رکاوٹ ڈالنے کے لیے ستر کفار قتل ہوئے جن میں ابو جہل بھی تھا۔

کسی نے کیا خوب کہا کہ اگر استقامت سیکھنی ہے تو شیطان سے سیکھے، اس کو پتہ ہے وہ جہنم میں جائے گا، وہ جہنمیوں کا لیڈر رہے، پھر بھی لوگوں کو گمراہ کرنے کے لیے محنتیں کر رہا ہے، وہ سب کو گمراہ کر کے جنت حاصل نہیں کر سکتا تب بھی اپنے کام میں لگا ہوا ہے۔ اگر استقامت سیکھنی ہے تو شیطان سے سیکھو۔ یہ محض سمجھنے کے لیے ایک مثال تھی کہ یہ باطل والے اپنی صلاحیتیں، اپنی جانیں بھی دے رہے ہیں، تو حق والے بھی پسینہ بہا رہے ہیں؟ ٹائم دے رہے ہیں؟ وقت دے رہے ہیں؟ اولاد کو وقت دے رہے ہیں؟ اپنی صلاحیتوں اور اپنی محنتوں کو کما حقہ اس میں لگا رہے ہیں؟ حق والوں کو چاہیے کہ ان سے زیادہ بڑھ کر اپنی صلاحیتیں اور اپنی جانیں اس حق کے لیے لگائیں۔ یہ حق والوں کو سوچنا چاہیے۔

لَوْ اَنْزَلْنَا هٰذَا الْقُرْاٰنَ عَلٰى جَبَلٍ لَّرَاَيْتَهٗ خَاشِعًا مُّتَصَدِّعًا مِّنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ

یہ قرآن اگر پہاڑ پر نازل ہوتا تو تم دیکھتے کہ وہ اللہ کے خوف سے ریزہ ریزہ ہو جاتا۔

یہ اللہ تعالیٰ کا کلام پہاڑوں کو ہلانے والا ہے، مومن بھی ہل رہا ہے یا نہیں؟ میرے اور آپ کے دل ہل رہے ہیں یا نہیں؟ میرے اور آپ کے دلوں پر ضرب پڑ رہی ہے یا نہیں؟ میرے اور آپ کے دلوں میں امنگیں پیدا ہو رہی ہیں یا نہیں؟ میرے اور آپ کے دلوں میں کوئی جذبات اور احساسات پیدا ہو رہے ہیں یا نہیں؟ کچھ ارادے میرے اور آپ کے دلوں میں پیدا ہو رہے ہیں کہ نہیں؟ یہ سوچنے کی ضرورت ہے۔

تمام پیغمبروں کا مشن عدل کا نفاذ ہے اور یہی مشن محمدِ مصطفیٰ ﷺ کا ہے جس کو سورۃ شوریٰ آیت نمبر 15 میں بیان کیا گیا: وَاُمِرْتُ لِاَعْدِلَ بَيْنَكُمْ، مجھے حکم دیا گیا ہے کہ تمہارے درمیان عدل کو قائم کروں۔ صرف نماز، روزہ، زکوٰۃ اور حج ادا کر لینا اور ظاہری طور پر مسلمانوں کے طرز کو اپنا لینا کافی نہیں، یہ بھی ضروری ہیں مگر اللہ کے رسول ﷺ کی کم و بیش 23 برس کی زندگی میں طائف بھی ہے، ہجرت بھی ہے، احد بھی ہے، بدر بھی ہے، پیٹ پر پتھر بھی ہے، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے جانوں کے نذرانے بھی ہیں، یہ سب کچھ اس مشن کی تکمیل کے لیے تھا کہ میں عدل کو قائم کر دوں، یہ رسول ﷺ کا مشن تھا۔ اور اللہ تعالیٰ سورۃ آل عمران آیت نمبر 18 میں اپنی شان بیان فرماتا ہے: قَآئِمًۢا بِالْقِسْطِ، اللہ تعالیٰ قسط کا، عدل کا قائم کرنے والا ہے۔ اور اپنی اس شان کا اظہار اللہ نے پیغمبروں کے ذریعے سے کیا کہ وہ عدل کو قائم کرنے کی جدوجہد کریں۔ محمد مصطفیٰ ﷺ کے ذریعے سے اللہ تعالیٰ نے بالفعل نظامِ عدل کا نفاذ فرما دیا تھا۔ اب اس قسط کے اس عدل کے نظام کے قیام کی ذمہ داری میرے اور آپ کے کندھوں پر ہے۔ سورۃ نساء آیت نمبر 135 اور سورۃ مائدہ آیت نمبر 8 میں کم و بیش ایک جیسے الفاظ ہیں: كُوْنُوْا قَوّٰمِيْنَ بِالْقِسْطِ، ایمان والو! کھڑے ہو جاؤ قسط یعنی عدل کے قائم کرنے والے بن کر۔

گیارہواں نکتہ: قرآن آلۂ انقلاب ہے

گیارھواں اور آخری نکتہ یہ ہے کہ یہ قرآن آلۂ انقلاب ہے۔ اس موضوع پر بانیٔ محترم بانیٔ تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمد صاحب رحمہ اللہ کی ایک بہت خوبصورت تحریر ہے "قرآن اور جہاد"، جو انھیں بہت ہی پسند تھی۔ تنظیم اسلامی کے رفقاء تو اسے ضرور دہراتے رہا کریں، اور دیگر حضرات و خواتین بھی اس سے استفادہ کریں۔ ڈاکٹر صاحب کے اسی کتابچے کا ایک پیراگراف ہے جس میں قرآن حکیم کے حوالے سے فرماتے ہیں کہ جو لوگ قرآن حکیم کے ساتھ اپنا تعلق قائم کر لیتے ہیں تو قرآنِ حکیم ان کے دلوں کو، ان کے دماغوں کو، ان کی امنگوں کو، ان کی خواہشات کو، ان کے نظریات کو، ان کی فکروں کو، ان کے دن کو، ان کی رات کو، ان کی صبح کو، ان کی شام کو، ان کے اعمال کو، ان کے عقائد کو، ان کے کردار کو، ان کے اخلاق کو، ان کے گھروں کو، ان کے معاشروں کو، ان کے زمین و آسمان کو غرض یہ کہ یہ قرآنِ حکیم ان کی دنیا کو بدل دیتا ہے۔

اللہ کے رسول ﷺ آل یاسر سے فرماتے ہیں: اے اہل یاسر! صبر کرنا تمہارے لیے جنت کا وعدہ ہے، اور حضرت یاسر رضی اللہ عنہ سر کٹانے کو تیار ہیں۔ رسول اللہ ﷺ کی محنت کے دوران اللہ کے نام پر جو پہلی جان لی گئی ہے، اللہ کے راستے میں جو پہلی شہید ہیں، وہ حضرتِ سمیہ رضی اللہ عنہا ہیں۔

حضرت بلال ؓ نے سینے پر بھاری پتھر برداشت کیا ہے، خون کی الٹیاں برداشت کی ہیں، حضرتِ خباب ؓ نے دہکتے انگارے برداشت کیے ہیں۔ جن غلام اور کنیزوں نے اسلام قبول کیا انہوں نے ماریں کھائیں اور برداشت کیا، اتنا برداشت کیا ہے کہ مارنے والے کہتے تھے کہ ہم تمہیں مار مار کر تھک گئے ہیں اسی لیے چھوڑ رہے ہیں، اس لیے نہیں کہ ہمیں تم پر ترس آ رہا ہے۔ یہی قرآن تھا جس نے سب سے پہلے ان کے اندر انقلاب برپا کیا۔ رسول اللہ ﷺ کی تیرہ برس محنت اسی قرآن کے ذریعے سے ہوئی جس کے نتیجے میں بدر میں 313 اللہ والے نظر آئے، رسول اللہ ﷺ نے اسی قرآنِ حکیم کے ذریعے افراد بدلے، اور حضور ﷺ کا بنیادی طریقۂ کار بھی یہی تھا جو سورۃ الجمعہ کی آیت نمبر 2 میں نظر آتا ہے: يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ ۚ کہ اس قرآن کے ذریعے اقامتِ دین کی جدوجہد کا آغاز، اسی قرآن کے ذریعے دعوت، اسی قرآن کے ذریعے تربیت و تزکیہ کرتے ہیں، اور اس کے احکام کی تعلیم اور اس کی حکمت کی تعلیم دیتے ہیں۔ وَجَاهِدْهُمْ بِهٖ جِهَادًا كَبِيْرًا (الفرقان: 52) اللہ کے رسول ﷺ نے اسی قرآن کے ذریعے سے جہاد کیا، اسی قرآنِ حکیم کے ذریعے سے بشارتیں سنائیں اور خبردار کیا۔ آج اگر ہم اس معاشرے میں کوئی انقلاب لانا چاہتے ہیں تو بنیادی محنت افراد میں انقلاب برپا کرنے کی ہوگی، اور اس محنت کی بنیاد اور آلہ قرآنِ حکیم ہے۔ اسی تناظر میں وہ کتابچہ بھی اہم ہے جو "قرآن اور جہاد" کے عنوان سے بانی تنظیمِ اسلامی رحمۃ اللہ علیہ کا خطاب ہے، "رسولِ انقلاب کا طریقۂ انقلاب" اس کتابچے میں بیان کیا ہے کہ انقلابِ نبوی کا طریقہ کار کیا تھا۔ میں اس اجتماع کے موقع پر رفقائے تنظیم کو اس خطاب کو سننے کا ہدف دیتا ہوں۔

اگر یہ سب باتیں سن کر دل میں کوئی خواہش، کوئی احساس، کوئی ارادہ پیدا ہوا ہے، تو ابھی دل میں دعا مانگیں کہ اے اللہ! ہم میں تو قرآنِ حکیم کے بارے میں بڑی کوتاہی ہے، یہ قرآن تو لوگوں کو ہلا دیتا ہے، تو ہمیں اس کی راہ پر چلا۔ اور میں اس طرف آپ کی توجہ مبذول کرواؤں گا کہ جو لوگ آج نو مسلم ہیں، یعنی کسی اور مذہب سے اسلام میں داخل ہو رہے ہیں خدارا ان کی زندگیوں کو پڑھ لیں، وہ ہم سے ہزار گنا بہتر مسلمان ہیں، کیونکہ ہم میں سے بہت سے لوگ شاید اتفاقاً مسلمان ہیں کہ مسلم گھرانوں میں پیدا ہوئے ہیں۔ جب کہ وہ لوگ قرآن حکیم کی راہنمائی میں اسلام قبول کر رہے ہیں۔ اللہ کرے یہ قرآنِ کریم مجھے اور آپ کو بھی صراط مستقیم پر لے کر چلے اور ہم اس قرآن کے حقوق ادا کرنے والے ہو جائیں۔

و اٰخر دعوانا ان الحمد اللہ رب العالمین

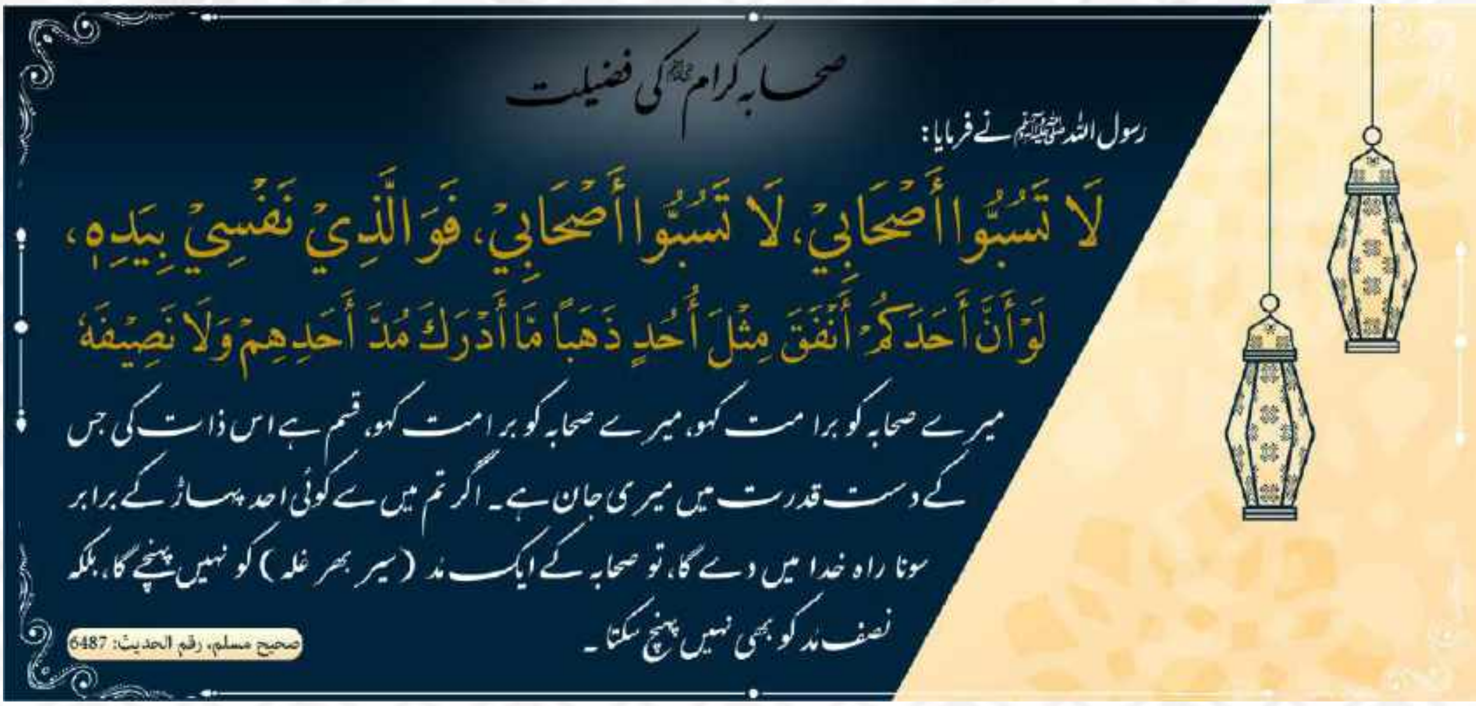

ماہانہ رپورٹ برائے آئینۂ انجمن

قرآن اکیڈمی ڈیفنس

رجوع الی القرآن کورس سال اول کے تیسویں بیچ کا آغاز 08 مئی 2023ء بروز پیر سے ہوچکا ہے اس کورس میں 156 طلباء و طالبات نے داخلے لیے، کل حاضری 110 طلباء و طالبات کی ہے۔ خصوصی محاضرات و لیکچرز کے ضمن میں "تنظیم الاوقات"، "مسلمانوں پر قرآن مجید کے حقوق" اور "عشرہ ذی الحجہ فضائل و مسائل" کے موضوعات پر لیکچرز ہوئے جن میں ڈاکٹر محمد الیاس صاحب، سید سلیم الدین صاحب اور عاطف محمود صاحب نے تدریس کی ذمہ داریاں سر انجام دیں۔ مبادیاتِ علومِ دینیہ کورس کا آغاز ان شاء اللہ عید الاضحیٰ کے بعد ہوگا۔ حلقات و دوراتِ دینیہ کے تحت مختصر دورانیہ کے چار کورسز ان شاء اللہ شروع کیے جارہے ہیں۔ جن میں "آسان عربی گرامر"، "منتخب نصاب"، "شمائل ترمذیؒ" اور "تجوید القرآن" شامل ہیں۔ اور شعبہ خواتین کے تحت "قرآن اب آسان" اور "تدبر قرآن" کے عنوان سے کورسز جاری ہیں۔

الحمد للہ مورخہ 11 جون 2023ء بروز اتوار صبح 10 بجے حج پر جانے والے حضرات و خواتین کے لیے تربیتی نشست کا انعقاد کیا گیا جس میں فریضۂ حج کی ادائیگی کو احسن طریقہ سے ادا کرنے کے لئے تربیت دی گئی۔ مربی کی ذمہ داری جناب ذیشان طاہر صاحب نے ادا کی۔

سمر اسلامک کیمپ:

03 جولائی سے بچوں اور بچیوں کے لیے علیحدہ علیحدہ سمر اسلامک کیمپ کا انعقاد کیا گیا ہے۔ جس میں 6 تا 11 سال کے بچوں اور بچیوں کے لیے دوپہر 2 تا 3 بجے جبکہ 12 سال سے زائد عمر کے لڑکوں اور لڑکیوں کے لیے سہ پہر 3:30 تا 4:30 کلاسز منعقد کی گئی ہیں۔ یہ کورس 4 ہفتوں پر محیط ہے جس میں کلاسز کا انعقاد پیر تا جمعرات ہوتا ہے۔

مدرسۃ القرآن للحفظ والقراءۃ کے تینوں شعبہ جات یعنی شعبۂ حفظ قرآن، شعبۂ ناظرہ قرآن اور شعبۂ قاعدہ میں تدریس جاری ہے۔ تمام شعبۂ جات میں بنین اور بنات دونوں شامل ہیں۔ شعبہ بنین و بنات میں آن لائن کلاسز بھی جاری ہیں جس میں ملکی و غیر ملکی طلباء شامل ہیں۔ ہر سال کی طرح اس سال بھی سالانہ نتائج کے اعلان کے بعد شعبہ بنین کے جزوقتی اور کل وقتی طلبہ کو مورخہ 10 جون 2023ء بروز ہفتہ تفریح کے لئے السراج فارم لے جایا گیا۔

نماز عید الاضحیٰ کے خطبے کی ذمہ داری جناب انجینئر نعمان اختر صاحب نے ادا کی۔ ماہ جون میں دوسرا خطبۂ جمعہ نگرانِ انجمن و امیر تنظیم اسلامی جناب شجاع الدین شیخ اور پہلے، تیسرے اور چوتھے جمعے میں مدیر ادارہ جناب ڈاکٹر محمد الیاس صاحبان نے خطاب ارشاد فرمائے۔ نگرانِ انجمن و

امیر تنظیم اسلامی جناب شجاع الدین شیخ صاحب نے سفر حج کی وجہ سے چوتھا خطبہ جمعہ مسجد ہذا میں نہیں دیا۔ دوران ماہ مسجد میں 2 تقاریب نکاح منعقد ہوئیں اور 2 نکاح نامے رجسٹرڈ ہوئے۔

قرآن اکیڈمی یٰسین آباد

رجوع الی القرآن کورس (سال اول سیکشن اے) میں کل 160، (سال اول سیکشن بی) میں کل 26 اور رجوع الی القرآن کورس (سال دوم) میں کل 42 حاضر طلبا و طالبات زیر تعلیم ہیں۔ رجوع الی القرآن کورس کے تحت خصوصی محاضرات و لیکچرز میں "عشرہ ذی الحجہ فضائل و مسائل (خصوصی محاضرہ)" اور "مسلمانوں پر قرآن مجید کے حقوق (فکر اسلامی)" کے موضوعات پر جناب استاذ عاطف محمود صاحب اور استاذ ڈاکٹر انوار علی صاحب نے لیکچر زدیے جن میں بالترتیب 210 اور 200 حضرات و خواتین شریک رہے۔ حلقات و دورات (Short Courses) کے تحت یہ کورسز جاری ہیں: "قرآن حکیم کی صرفی و نحوی تحلیل"، "مطالعہ حدیث (سنڈے)"، "تربیت برائے خادمین"، "مختصر درسِ حدیث (اہلِ محلہ/نمازی حضرات)"، "نماز سے متصل ترجمہ قرآن"، "دورہ ترجمہ قرآن"، "خلاصہ مضامین قرآن (بعد فجر)"، "تجوید القرآن (سہ پہر)"، "سلسلہ وار دورہ ترجمہ قرآن" اور "دراسات دینیہ"۔ جن میں کم و بیش 122 افراد تک شرکت کر رہے ہیں۔ آن لائن کورسز کے تحت استاذ عاطف محمود صاحب "قرآن حکیم کی صرفی و نحوی تحلیل" کی تدریس سرانجام دے رہے ہیں۔

مدرسۃ القرآن للحفظ والقراءۃ کے تحت شعبہ حفظ کل وقتی میں 110 اور درجہ قاعدہ میں 25 طلبہ زیر تعلیم ہیں۔ الحمد للہ باقاعدہ صبح طلبہ کرام تلاوت، نعت رسول مقبول ﷺ اور دعائیں، احادیث مبارکہ میں بھرپور حصہ لیتے ہیں اس کے علاوہ اساتذہ کرام آسان ترجمہ قرآن سے درس دینے کا اہتمام فرماتے ہیں۔ شعبہ مدرسۃ البنین والبنات (سہ پہر 02:30 تا 4:30) کے تحت درجہ قاعدہ میں 142 اور درجہ ناظرہ میں 82 طلبہ و طالبات زیر تعلیم ہیں۔

مغرب تا عشاء حلقہ برائے ناظرہ قرآن حکیم میں اہل محلہ و گردو نواح سے حاضر ہونے والے افراد کی مجموعی تعداد 22 ہے۔ دعوت و تبلیغ کے تحت مسجد میں چار جمعات میں بالترتیب محترم عاطف محمود صاحب، محترم سید سلیم الدین صاحب اور محترم عطاء الرحمٰن عارف صاحب نے خطاب فرمایا۔ شعبہ تصنیف و تالیف کے تحت منتخب نصاب جلد اول (مطبوعہ) کی چوتھی پروف ریڈنگ اور انسرشن چیکنگ مکمل کی گئی۔ اور منتخب نصاب تفصیلی کا درس نمبر 3 فائنل کر کے آگے بھیجا گیا۔ اور ویڈیو نمبر 54 تا 57 چالیس صفحات میں ٹرانسکرپٹ کی گئی۔ علاوہ ازیں کتاب: "علم و حکمت کے موتی سورہ یوسف کی روشنی میں" اور "چہرے کا پردہ" کی پروف ریڈنگ اور انسرشن چیکنگ کی گئی۔ شعبہ تحقیق و تجزیہ کے تحت حسب سابق "معرکۂ روح و بدن" اور "دورِ حاضر میں فتنوں کی بارش" پر تحریری نوعیت کا کام جاری ہے۔ ادارہ کے تحت جاری اسلامک ڈے سمر کیمپ کا اختتام ان شاء اللہ العزیز 27 جولائی بروز جمعرات کو ہوگا جس میں لڑکوں کی تعداد 52 اور لڑکیوں کی تعداد 60 رہی۔

قرآن اکیڈمی کورنگی

رجوع الی القرآن کورس سال اول 23-2022 میں تقریباً 38 خواتین اور 20 حضرات شرکت کر رہے ہیں۔ "عشرۂ ذی الحجہ فضائل و مسائل"، "دین کا ہمہ گیر تصور"، "دینی فرائض کا جامع تصوّر" اور "مسلمان خواتین کے دینی فرائض" کے موضوعات پر خصوصی محاضرات و فکر اسلامی منعقد ہوئے جن میں جناب عاطف محمود صاحب اور صدر انجمن خدام القرآن سندھ جناب انجینئر نعمان اختر صاحب نے تدریس کی ذمہ داریاں ادا فرمائیں۔

مدرسۃ القرآن للحفظ والقراۃ شعبہ بنین کے درجہ حفظ میں 46 جبکہ درجہ قاعدہ و ناظرہ میں 107 طلبا اور شعبہ بنات میں 171 طالبات زیر تعلیم ہیں۔ مدرسہ البنین للحفظ میں ایک تربیتی لیکچر سمیت بزم کا انعقاد بھی کیا گیا جس میں طلبا نے قراءت، حمد و نعت اور تقاریر میں حصہ لیا۔ شعبہ خواتین میں

بڑی عمر کی خواتین کے لیے تجوید القرآن و ناظرہ کی کلاس میں تقریباً 5 خواتین زیر تعلیم ہیں۔ شعبہ خواتین کے تحت درجہ قاعدہ کی طالبات کے لیے نماز اور ایمانیات کے موضوعات پر تربیتی لیکچرز منعقد کیے گئے۔ درجہ ناظرہ قرآن کی طالبات کے لیے سیرتِ ابراہیم علیہ السلام، قربانی کی حکمت اور عید الاضحیٰ کے موضوعات پر تربیتی لیکچرز منعقد کیے گئے۔ شعبہ خواتین کے تحت فلسفۂ قربانی کے موضوع پر ماہانہ درسِ قرآن کا انعقاد کیا گیا۔ حلقات و دوراتِ دینیہ کے تحت 13 خواتین امورِ خانہ داری تربیتی سلائی کورس میں فیضیاب ہورہی ہیں۔ سیکنڈری کلاسز کے طلبا کے لیے تین ہفتوں پر مشتمل اسلامک سمر کورس کا انعقاد کیا گیا، جس میں 50 طلبا نے شرکت کی۔

اعلانات :

1. قرآن اکیڈمی کورنگی میں 15 جولائی 2023ء بروز ہفتہ سے حضرات کے لیے ہفتہ وار قرآن فہمی کورس کا انعقاد کیا جارہا ہے۔ جس میں رجسٹریشن جاری ہیں۔

2. قرآن اکیڈمی کورنگی میں سیکنڈری کلاسز کی طالبات کے لیے 17 جولائی 2023ء بروز پیر سے دو ہفتوں پر مشتمل اسلامک سمر کیمپ کا انقاد کیا جارہا ہے۔ جس میں رجسٹریشن جاری ہے۔

دی ہوپ اسلامک اسکول

اسکول میں موسمِ گرما کی تعطیلات جاری ہیں۔

قرآن انسٹیٹیوٹ گلستان جوہر

الحمدللہ اس ماہ بسلسلہ رجوع الی القرآن کورس عشرہ ذی الحجہ فضائل و مسائل کے عنوان پر خصوصی محاضرہ منعقد ہوا۔ اس کے علاوہ حضرات و خواتین کے لیے ہفتہ وار قرآن فہمی کورس اور بچوں اور بچیوں کے لیے دینی تربیتی کورس کا باقاعدہ آغاز ہوا جس میں شرکا کی اچھی تعداد نے کورسز میں رجسٹریشن کروائی۔ اسی ماہ نائب مدیر ادارہ جناب سید جمیل احمد صاحب، معتمد ادارہ جناب محمد ایاز صاحب اور ناظم تعلیم جناب سعید الامین صاحب نے قرآن انسٹیٹیوٹ لطیف آباد کا مطالعاتی دورہ بھی کیا۔ دوران ماہ مسجد میں نمازِ فجر کے بعد ترجمہ قرآن کا انعقاد جاری ہے جس کی ذمہ داری جناب ناظم مسجد سید ندیم احمد گیلانی صاحب ادا کررہے ہیں۔ نماز ظہر کے بعد اصلاحی خطبات کا مطالعہ جاری ہے جس کی سعادت نائب مدیر جناب سید جمیل احمد صاحب حاصل کررہے ہیں۔ بعد نماز عصر درس حدیث بھی جاری ہے جس کی سعادت مولانا قاری غلام اکبر صاحب حاصل کررہے ہیں۔ خطاب جمعہ کی سعادت مدیر ادارہ حاصل کررہے ہیں۔ اور مسجد میں مدرسۃ القرآن برائے قاعدہ و ناظرہ بچوں کے لیے جاری ہے۔ ان بچوں کے لیے ہفتہ وار تربیتی نشست کا اہتمام بھی ہوتا ہے۔

قرآن انسٹیٹیوٹ لطیف آباد

الحمدللہ رجوع الی القرآن کورس بحسن و خوبی جاری ہے۔ مدرسۃ القرآن برائے قاعدہ و ناظرہ کے تحت صبح 9 تا 12 بجے اور دوپہر ظہر تا عصر بچوں کے لیے قاعدہ و ناظرہ قرآن اور آدابِ زندگی کی تعلیم کا سلسلہ جاری رہا۔ مغرب تا عشاء بالغان کے لیے تجوید القرآن کا سلسلہ باقاعدگی سے جاری ہے۔ 12 جون سے بچوں اور بچیوں کے لیے Summer Course کا آغاز کیا گیا ہے، اس کورس میں 60 بچے اور 80 بچیاں داخلہ لے چکی ہیں۔ 17 جون سے ویک اینڈ پر انوار القرآن کے عنوان سے شارٹ کورس کا آغاز کیا گیا ہے جس میں 50 حضرات و خواتین داخلہ لے چکے ہیں۔ بروز جمعہ اور اتوار ادارہ ہذا میں حضرات و خواتین کے لیے دروسِ قرآن کا اہتمام کیا جاتا ہے۔

مدرسۃ القرآن للحفظ و القراءۃ شعبہ بنین کے درجہ حفظ میں 60جبکہ درجہ قاعدہ و ناظرہ میں 40طلبا اور شعبہ بنات میں 51طالبات زیر تعلیم ہیں۔ دوران ماہ 2طلبا نے حفظ قرآن کی تکمیل کی۔ مدرسہ البنین میں قربانی کے حوالے سے تربیتی لیکچر منعقد ہوا جس میں تدریس کی ذمہ داری حافظ محمد لقمان صاحب نے ادا کی۔ مدرسہ البنین میں بزم کا انعقاد کیا گیا جس میں طلبا نے قراءت، حمد و نعت میں حصہ لیا۔ شعبہ حفظ کے طلبا کے لیے پکنک کا اہتمام کیا گیا۔

حلقات و دورات و دینیہ کے تحت حضرات و خواتین کے لیے سیرت ابراہیم علیہ السلام کورس کا انعقاد کیا گیا جس میں 35حضرات اور 30خواتین نے شرکت کی۔ کورس کے اختتام پر شرکا کو سرٹیفکیٹ بھی دیے گئے۔ سیکنڈری کلاسز کے طلبا کے لیے تین ہفتوں پر مشتمل اسلامک سمر کورس کا انعقاد کیا گیا۔ جس میں 30طلبا نے شرکت کی۔ کورس کے اختتام پر طلبا کے لیے پکنک کا بھی اہتمام کیا گیا۔ دعوت و تبلیغ کے تحت ہفتہ وار مجلس تذکیر بالقرآن کا سلسلہ جاری ہے۔ قرآن حکیم کی چھٹی منزل میں سورۃ الاحقاف کا مطالعہ جاری ہے۔ ناظم مرکز محمد ہاشم صاحب مدرس کی ذمہ داری ادا فرماتے ہیں۔ ماہانہ درس قرآن و حدیث میں فلسفۂ قربانی کے موضوع پر محمد ہاشم صاحب نے بیان فرمایا۔ خواتین کے لیے ماہانہ درس کا انعقاد کیا گیا ہے۔

اعلانات:

15جولائی بروز ہفتہ صبح 9تا 1حضرات کے لیے ہفتہ وار قرآن فہمی کورس کا آغاز کیا جا رہا ہے۔

25جولائی سے پیر تا جمعرات دوپہر 3تا 4خواتین کے لیے تجوید و عربی گرامر کلاسز کا آغاز کیا جا رہا ہے۔

شعبۂ ملٹی میڈیا

مطالباتِ قرآن :

قرآن حکیم کے منتخب نصاب پر مبنی "مطالباتِ قرآن" کے عنوان سے Qtv کے لیے قرآن اسٹوڈیو میں نگرانِ انجمن محترم شجاع الدین شیخ صاحب کی 35 - 35 منٹ پر مشتمل ویڈیو ریکارڈنگز کا سلسلہ جاری ہے۔ الحمدللہ اس سلسلہ کے دو پروگرام Qtv پر ہفتہ اور اتوار کی شام 4 بجے نشر ہو رہے ہیں۔ اب تک اس سلسلہ کے 57 پروگرام ریکارڈ ہو چکے ہیں جو کہ Qtv کو ایڈیٹنگ کے بعد فراہم کیے جا چکے ہیں۔

تعلیماتِ قرآن :

خلاصۂ مضامین قرآن کی بنیاد پر تیار کردہ 30 اقساط پر مبنی پروگرام بعنوان تعلیمات قرآن سماء ٹی وی پر صبح 7 بجے نشر کیا جا رہا ہے۔

تنظیم اسلامی تربیتی و مشاورتی اجتماع :

قرآن اکیڈمی ڈیفنس میں تنظیم اسلامی کے زیرِ اہتمام تربیتی و مشاورتی اجتماع کا انعقاد کیا گیا جس میں ناظم اعلیٰ تنظیم اسلامی کے ساتھ حاضرینِ مجلس کی سوال و جواب کی نشست کو مرکز تنظیم اسلامی میں لنک کیا گیا۔

درسِ قرآن ڈاٹ کام :

درسِ قرآن ڈاٹ کام کو گزشتہ ماہ 3 متفرق عنوانات کے کلپس ریکارڈ کر کے فراہم کیے گئے۔

آسان عربی گرامر :

رجوع الی القرآن کورس میں جاری آسان عربی گرامر کی پریزینٹیشن کی از سر نو اعلیٰ طرز پر تیاری اور اس کی ریکارڈنگ کے سلسلہ کا آغاز کیا گیا ہے، اس سلسلہ کی اب تک 26 کلاسز ریکارڈ کی جا چکی ہیں، جبکہ 15 اسباق کی پریزینٹیشن کی تیاری کا عمل مکمل ہو گیا ہے۔

خطباتِ جمعہ (نگرانِ انجمن شجاع الدین شیخ صاحب حفظہ اللہ) :

ماہِ جون 2023ء میں مسجد جامع القرآن (قرآن اکیڈمی ڈیفنس) میں نگرانِ انجمن محترم شجاع الدین شیخ صاحب کے درج ذیل موضوع پر ہونے والے خطبۂ جمعہ کی ویڈیو ریکارڈنگ کی گئی جسے مرکز تنظیم اسلامی کے یوٹیوب چینل کے علاوہ انجمن کے آفیشل یوٹیوب چینلز پر اپلوڈ کیا گیا :

1 - پاکستان، عذابوں کے سائے میں۔۔۔ اسباب، وجوہات اور حل

خطباتِ جمعہ (محترم عامر خان صاحب حفظہ اللہ):

ماہِ جون 2023ء میں جامع مسجد شادمان ٹاؤن میں محترم عامر خان صاحب کے درج ذیل موضوعات پر ہونے والے خطباتِ جمعہ کی آڈیو ریکارڈنگز کی گئیں جنہیں انجمن کی ویب سائٹ پر اپلوڈ کیا گیا:

1 - بیت اللہ کی تعمیر اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا

2 - نبی اکرم ﷺ کے لیے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا

3 - قربانی کی اصل روح

4 - اتباعِ رسول ﷺ کی فضیلت اور اہمیت

روشنی (ریڈیو پاکستان):

ریڈیو پاکستان پر روشنی کے عنوان سے نشر ہونے والے پروگرام کے لیے نگرانِ انجمن محترم جناب شجاع الدین شیخ صاحب کے 2 لیکچرز ریکارڈ کر کے ان کی آڈیو ریکارڈنگ ریڈیو پاکستان کو فراہم کی گئیں۔

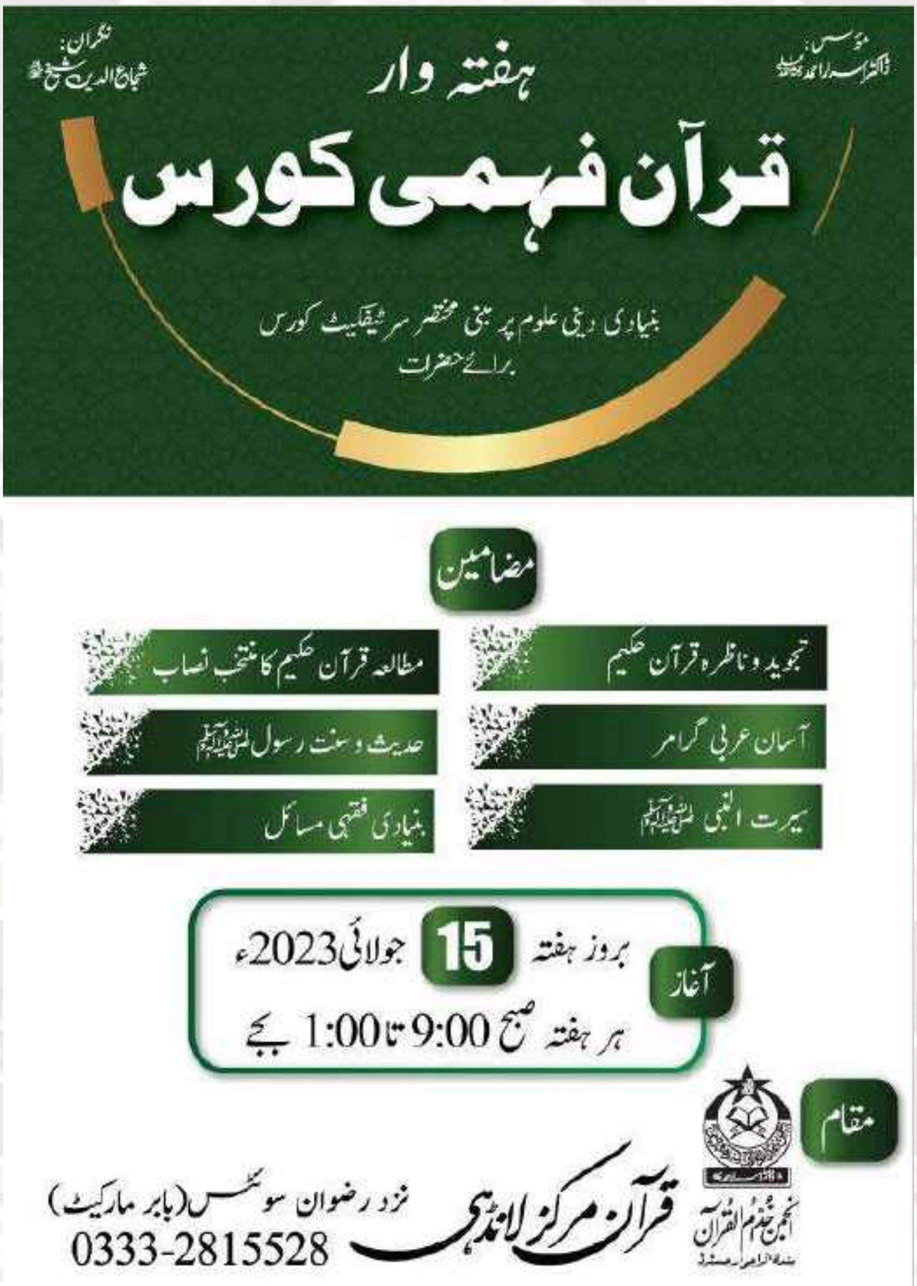

انجمن خدّام القرآن اغراض و مقاصد

انجمن خدّام القرآن
سندھ، کراچی، رجسٹرڈ

انجمن خدّام القرآن سندھ، کراچی کے قیام کا مقصد و منبع ایمان اور سرچشمۂ یقین قرآن حکیم کے علم و حکمت کی وسیع پیمانے اور اعلیٰ علمی سطح پر تشہیر و اشاعت ہے۔ تاکہ اُمت مسلمہ کے فہیم عناصر میں تجدید ایمان کی ایک عمومی تحریک برپا ہو جائے اور اس طرح اسلام کی نشأۃ ثانیہ اور غلبۂ دینِ حق کے دورِ ثانی کی راہ ہموار ہو سکے۔

انجمن خدّام القرآن سندھ، کراچی کے اغراض و مقاصد:

☆ عربی زبان کی تعلیم و ترویج۔

☆ قرآن مجید کے مطالعے کی عام ترغیب و تشویق۔

☆ علومِ قرآنی کی عمومی نشر و اشاعت۔

☆ ایسے نوجوانوں کی مناسب تعلیم و تربیت جو تعلّم و تعلیمِ قرآن کو اپنا مقصدِ زندگی بنالیں، اور

☆ ایک ایسی قرآن اکیڈمی کا قیام جو قرآنِ حکیم کے فلسفہ و حکمت کو وقت کی اعلیٰ ترین علمی سطح پر پیش کر سکے۔

☆☆☆

مرکزی دفتر انجمن خدّام القرآن سندھ، کراچی، رجسٹرڈ 375 – B، علامہ شبیر احمد عثمانیؒ روڈ، بلاک 6، گلشن اقبال، کراچی۔ فون نمبر 7 – 34993436 – 021